ماہنامہ

پیام عمل

لاہور

www.khwajalateefansari.com
Rekhta.org

اِجازۂ سہمِ امامؑ

از سرکار آیت اللہ العظمےٰ آقائے محسن حکیم طباطبائی مدظلہ العالی مجتہدِ اعظم نجفِ اشرف (عراق)

امامیہ مشن پاکستان لاہور کی اعانت خمس سہمِ امامؑ سے بھی کی جا سکتی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم و لہ الحمد

جناب مستطاب مروج الاسلام آقای سید ابرار حسین شیرازی
مدیر مجلہ پیام عمل امامیہ میشن پاکستان لاہور

پس از ابلاغ سلام جنابعالی مجاز میباشید تا مبلغ یکصد هزار
روپیہ پاکستانی بابت سهم مبارک امام علیہ السلام تدریجاً
اخذ نمائید و رسید آنرا از اینجانب گرفته بصاحبان
وجه برسانید و این مبلغ را در ترویج شرع مقدس و مذهب
حقه شیعه و مبلغین و کتب تبلیغی بمصرف برسانید و از
خداوند متعال توفیقات و تائیدات و پیشرفت مقاصد
مشروعه امامیه میشن را خواستاریم زیرا ترویج
دین در این عصر حاضر بسیار لازم بلکه از الزم واجبات
میباشد و انشاء الله تعالی حضرت ولی عصر ارواحنا فداه
از نظر خود باین موسسه کمک خواهند نمود والسلام علیکم
و رحمة الله و برکاته

محسن الطباطبائی الحکیم

١٣٨١
٢٤.١٨

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ و لہ الحمد

جناب مستطاب مروج الاسلام آقائے سید ابرار حسین شیرازی ۔ مدیر مجلہ پیام عمل امامیہ مشن پاکستان لاہور۔

سلام مسنون کے بعد ۔ آپ مبلغ ایک لاکھ روپے پاکستانی بابت سہم امام علیہ السلام بتدریج حاصل کرنے کے مجاز ہیں ۔ اور اسکی رسید ہم سے حاصل کر کے صاحبان رقوم تک پہنچا دیں ۔ اور اس رقم کو آپ شرع مقدس اور مذہب حقہ شیعہ کی ترویج مبلغین اور تبلیغی کتب پر صرف کریں ۔ ہم خداوند متعال سے امامیہ مشن پاکستان کے شرعی مقاصد کے انجام دینے کے لئے توفیقات و تائیداتِ الٰہیہ کے خواستگار ہیں ۔ کیونکہ دورِ حاضر میں دینِ حق کی ترویج بہت ضروری ہے بلکہ واجبات میں بہت زیادہ اہم و ضروری ہے ۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ حضرت ولی عصر ارواحنا لہ الفدا اپنی نظرِ عاطفت سے اس ادارے کی امداد فرمائیں گے ۔ والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

دستخط و مہر مبارک محسن الحکیم طباطبائی

۱۸ رجادی الثانی ۱۳۸۱ھ

ترسیلِ زر کا پتہ

امامیہ مشن پاکستان (رجسٹرڈ) لاہور۲

www.khwajalateefansari.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ

پیامِ عمل لاہور

جلد ۱ شوال المکرم ۱۳۸۶ھ شمارہ ۱۲

فروری ۱۹۶۷ء

ادارۂ تحریر:-

خواجہ محمد لطیف انصاری

پروفیسر محمد صادق قریشی

وحید الحسن ہاشمی

افسر عباس زیدی

صفدر جعفری

بدل اشتراک

ممبران خصوصی ... ... پانچ روپے سالانہ

معاونین خصوصی ... ... دس روپے سالانہ

مربی ... یکصد روپے یکمشت یا دس روپے ماہوار

سرپرست ... پانچسو روپے یکمشت یا پچاس روپے ماہوار

فی پرچہ ... ۱۹ پیسے

یکے از مطبوعات

امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ

پاک نگر ــ اکرم روڈ ــ لاہور

ترتیب

۱۔ حکومت، موقع پرستوں سے ہوشیار رہے۔	اداریہ	۴
۲۔ محفل	خطوط	۸
۳۔ تفسیرِ قرآن	سید العلماء علامہ سید علی نقی النقوی مدظلہ العالی	۹
۴۔ حدیثِ منزلت کے اسرار و غوامض	حکیم محمد شفیع حیدر ضیا	۱۱
۵۔ اصلاحِ نفس	الحاج شریف حسین صاحب	۱۴
۶۔ ایک پُراسرار رابطہ	مولانا سید کاظم صاحب نقوی	۱۶
۷۔ قطعات	رفیق رضوی کراچی	۲۱
۸۔ صراطِ حق	خلش پیرا صحابی	۲۲
۹۔ شہیدِ ثالث	سید علی اختر رضوی گوپالپوری	۲۳
۱۰۔ اسلام کی شہزادیاں	عازم رضوی حیدرآباد دکن	۲۴
۱۱۔ بہلول دانا (بچوں کا صفحہ)	ابن صدر الملۃ نوگانوی	۲۵
۱۲۔ فاطمہ زہراؑ کے اوصاف (صفحۂ مومنات)	مولانا غلام رسول کھچی صاحب	۲۷
۱۳۔ بلا تبصرہ		۲۸
۱۴۔ اطلاعات	(ادارہ)	۲۹
۱۵۔ میزان	(تبصرۂ کتب)	۳۱
۱۶۔ اشتہارات		

www.khwajalateefansari.com RekhtaDownload.com

اداریہ

حکومت موقع پرستوں سے ہوشیار رہے

قیامِ پاکستان سے قبل یہ تصور عام تھا کہ پاکستان میں اسلامی سوشلزم کا پودا لگایا جائے گا اور جب یہ پودا درخت کی صورت میں سایہ دیگا تو ہر شخص اپنے اپنے عقائد کے تحت اس درخت سے مستفید ہو سکے گا۔ چنانچہ اس پودے کی آبیاری میں ملتِ اسلامیہ کے ہر فرد نے اپنا خون پسینہ ایک کر دیا اور جب یہ درخت سایہ دینے کے قابل ہوا تو چند موقع پرستوں نے یہ چیخنا شروع کیا کہ یہ پودا انھوں نے لگایا ہے اور صرف انھیں اور ان کے ہمنواؤں کو اس سائے سے مستفید ہونے کا حق ہے۔

یہ موقع پرست وہ لوگ تھے جنھوں نے ۲؍ جون ۱۹۴۷ء تک پاکستان ریزولیوشن کی شدید مخالفت کی تھی۔ لیکن جب ۳؍ جون ۱۹۴۷ء کو پاکستان کے قیام کا اعلان ہوا، تو یہ حضرات کچھ دنوں تک ہندوستان میں رسوائی اور بدنامی کی زندگی بسر کرتے رہے اور چند سال کے بعد چپکے سے پاکستان چلے آئے۔ یہاں آ کر انھوں نے وہی کرنا شروع کیا جو حسین احمد مدنی، ابوالکلام آزاد اور علی ظہیر ہندوستان میں کرتے رہے۔ اپنی دکان چمکانے کے لیے ان حضرات نے سب سے پہلے شیعہ سنی جھگڑے کو ہوا دی تاکہ اس پاکستان کے درخت کے وہی مالک قرار دیے جا سکیں۔ اور دوسرے مذاہب والے چلچلاتی دھوپ میں اپنے سر کھپاتے ہوئے زندہ درگور ہو جائیں۔

پہلا قدم

ان موقع پرستوں نے اپنی تبلیغ کے دائرے کو محدود نہ رکھا بلکہ اس میں اس درجہ گوناگونی اور بوقلمونی پیدا کی کہ معاشرے کا ہر فرد اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ انھوں نے پاکستان کو کمزور کرنے کے لیے پہلا قدم یہ اٹھایا کہ مختلف ناموں سے اخبارات کے مختلف ڈیکلیریشن حاصل کیے اور دوسرے مذاہب کے خلاف کیچڑ اچھالنا شروع کیا۔ ۱۹ سال میں ایسے اخبارات کی تعداد پانچسو تک ہو گئی ہے۔ اور ہر ایک اخبار ایک ہی دُھن میں لگا ہوا ہے کہ کسی طرح مذہبی مناقشات پیدا کر کے شیعوں پہ عرصۂ حیات تنگ کر دیا جائے۔ اس طرح سے ایک طرف تو سرکاری ملازمتوں میں شیعوں کا داخلہ بند ہو جائے گا۔ دوسری طرف پاکستان اس قدر کمزور ہو جائے گا کہ اسے آسانی سے ہندوستان میں پھر مدغم کر لیا جا سکے گا۔

دوسرا قدم

اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے دوسرا قدم یہ اٹھایا گیا کہ حکومت کی امداد سے الندوہ اور دیوبند ٹائپ کے مدرسے قائم کیے گئے جن میں سے شیعوں کا پتہ اس طرح گول کیا گیا کہ تمام کو بھی ایک شیعہ تلاش کرنے سے بھی نہیں ملتا۔ اسلامی یونیورسٹی یا اسی طرح کے اداروں کو جو امداد ملتی ہے وہ کسی خاص فرد کی طرف سے نہیں ملتی بلکہ حکومت کے خزانے سے یہ رقم

www.khwajalateefansari.com

خرچ ہوتی ہے۔ انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ اس قسم کے مدرسوں میں کوئی تخصیص برتی نہ جاتی اور شیعہ سنی سبھی اس سے برابر کے مستفید ہوتے لیکن جو صورتِ حال اس وقت در پیش ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان مدرسوں میں کوئی شیعہ کبھی ملازمت نہ کر سکے گا۔ اور ان موقع پرستوں کی دلی تمنا بر آئے گی۔ جن کا مقصد ہی یہ تھا کہ شیعوں کے خلاف باقاعدہ ایک کتابی اور علمی مہم شروع کی جائے گی۔ اس قسم کے ادارے بہاولپور، جھنگ، راولپنڈی، لاہور اور کراچی میں باقاعدہ اپنا کام کر رہے ہیں اور حکومت انہیں لاکھوں روپے سرکاری گرانٹ دیتی ہے۔

تیسرا قدم پاکستان کے عوام ابھی علم کی ابتدائی منزلوں پر بھی گامزن نہیں۔ ہمارے دیہات میں ابھی جہالت عام ہے۔ اور لوگ پرانی رسوم کو گلے لگائے ہوئے ہیں۔ معیار تعلیم بہت پست ہے۔ اس لیے رسائل اور علمی کتب ان کے قلوب کو مسخر نہیں کر سکتیں۔ اس سلسلے میں ان موقع پرستوں نے تیسرا قدم یہ اٹھایا کہ جگہ جگہ مساجد میں ایسے ائمہ مساجد مقرر کرائے جنہوں نے مذہب کی غلط سلط تاویلات کر کے عوام کو شیعوں کے خلاف متحدہ محاذ بنانے پر تیار کیا۔ گلگت سے لے کر کراچی تک کی تمام مساجد میں ایک ہی رنگ ایک ہی انداز اور ایک ہی نوعیت کی تقریر ہوتی ہے جس کا مقصد مذہب شیعہ کے خلاف زہر اگلنا ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ حکومت اس روش سے باخبر ضرور ہے لیکن اکثریت کے خلاف کوئی قدم اٹھانا غالباً حکومت ضروری نہیں سمجھتی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ آگ بھڑکتی جا رہی ہے اور کوئی دن دور نہیں جب یہ ائمہ مساجد حکومت کے خلاف نبرد آزما ہونے کے لیے نکل آئیں گے اور ملک کا امن وامان نیست و نابود ہو کر رہ جائے گا۔

چوتھا قدم مذہب و ثقافتِ اسلامیہ کی ترویج و ترقی کے لیے حکومت نجی اداروں کو سرکاری گرانٹ دیتی ہے۔ یہ ادارے اس گرانٹ سے زبان و ادب، آرٹ اور لٹریچر کی توسیع اور مذہب و تمدن کی اصلاح کے لیے لٹریچر شائع کرتے ہیں۔ ان اداروں میں ہندی نژاد مولوی اپنی چرب زبانی اور فرضی اسناد کی بناء پر کام کر رہے ہیں۔ بظاہر ان اداروں کے سربراہ حکومت کے مقرر کردہ ہیں لیکن ان نام نہاد مولویوں کے ہاتھوں میں کھیل کر ایسی ایسی دل آزار کتابوں کی اشاعت کے موجب بن رہے ہیں جن میں اسلامی ثقافت کے بجائے ہندی ثقافت کے زمزمے انگڑائیاں لے رہے ہیں۔ اس سلسلے میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ادارہ ثقافتِ اسلامیہ لاہور نے آج تک جتنی بھی کتابیں شائع کی ہیں ان میں فقط شیعوں کی مخالفت مدنظر رکھی گئی ہے۔

اس ادارے میں جتنے عالم کام کر رہے ہیں وہ ہندوستانی مدرسۂ فکر کے پروردہ ہیں اور پاکستان میں اسی ہندی فلسفے کو پروان چڑھا رہے ہیں جن کے خلاف قائدِ اعظم اور علامہ اقبال نے جہاد کیا تھا۔ ان حضرات نے اسلام میں سود اور موسیقی کے جواز میں موٹی موٹی کتابیں تحریر کی ہیں اور پاکستان کی تمام لائبریریوں میں ان کتابوں کو زبردستی رکھا گیا ہے تاکہ عوام اور خوش اعتقاد حضرات صحیح اسلام سے متنفر ہو کر ان مولویوں کے خود ساختہ اسلام سے محبت کرنے لگیں۔ اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ پنڈی، انسائیکلو پیڈیا آف اسلام اردو، مجلس ترقی ادب، بزم اقبال اور انجمن ترقی اردو بورڈ اسی قسم کا فلسفہ پیش کر رہے ہیں۔

مجلس ترقی ادب لاہور جس کا کام خالصتاً اردو ادب کی ترویج ہے، اس نے بھی دربار ملّی کے نام سے ایک کتاب

www.khwajajateefansari.com
RekhtaDownload.com

شائع کی ہے۔ جس میں شاہ ولی اللہ مرحوم کی وصیتیں درج ہیں انھیں وصیتوں میں شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ انھوں نے ایک بار آنحضرتؐ کو خواب میں دیکھ کر عرض کیا کہ مذہب شیعہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ مذہب باطل ہے۔ پھر اسی کتاب میں ایسے لیسے لغو و لاطائل واقعات درج ہیں جن کا مقصد شیعوں کے خلاف ایک زہریلی فضا پیدا کرنا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ حکومت نے ان کتابوں کو پڑھا ہے۔ پریس برانچ نے اس کتاب پر نظر ڈالی ہے لیکن انھیں اس گڑے ہوئے مردے اکھاڑنے کی مہتیبر نظر نہ آئی۔ لیکن شیعوں کی طرف سے اگر کوئی صحیح بات بھی نقل کر دی جائے تو حکومت فوراً اس کتاب کو ضبط کر لیتی ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ چند ہندی موقع پرست ایسی ایسی جگہوں پر متعین ہو گئے ہیں کہ اب ان کی شناخت بھی مشکل ہو گئی ہے۔ کھاتے وہ پاکستان کا ہیں اور گاتے ہندوستان کا ہیں۔ ضرورت ہے کہ حکومت پاکستان اور صوبائی حکومت ایسے موقع پرستوں کا قلع قمع کرے جو پاکستان کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔

پانچواں قدم

ان نجی اداروں کے علاوہ حکومت کے مقرر کردہ کچھ ایسے ادارے ہیں جن میں یہ متعصب موقع پرست کسی نہ کسی داؤں سے گھس گئے ہیں اور اس کوشش میں رہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح شیعیت کے خلاف کام جاری رہے تاکہ اسلام کا قائم کردہ اتحاد پارہ پارہ ہو جائے اور مسلمان کبھی ایک دوسرے سے اتحاد نہ کر سکیں۔ ان اداروں میں سے محکمہ اوقاف اور بورڈ آف سکنڈری ایجوکیشن لاہور شیعیت کے خلاف محاذ بنائے ہوئے ہیں۔

محکمہ اوقاف اپنے کو مذہبی ادارہ کہتا ہے اور صرف مذہبی کتب کی اشاعت کرتا ہے۔ لیکن اب تک جتنی بھی کتابیں اس ادارے نے شائع کی ہیں وہ تمام کی تمام حضرات اہل سنت کی ہیں۔ کیا اس محکمہ کو یہ علم نہیں کہ ائمہ اہل بیت نے بھی کتابیں تصنیف کی ہیں اور بڑے بڑے علمائے اہل سنت آج بھی ان کتابوں کو قرآن کے بعد سب سے اعلیٰ کتابیں مانتے ہیں۔ یقیناً محکمہ اوقاف کے نوٹس میں یہ بات آچکی ہے لیکن اس محکمہ میں ہندی دیو بندی علماء کا ایک جھرمٹ ہے جس کا مبلغ علم تبرّا اور مدح صحابہ سے زیادہ نہیں۔ دراصل یہ موقع پرست ملّا ہندوستان کے فرستادہ ہیں اور بطور ایجنٹ ایسی ایسی باتیں کر رہے ہیں جن سے اسلامی اتحاد کی شیرازہ بندی نہ ہو سکے۔

سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ ٹیکسٹ بورڈ کی مدد سے درسی کتابوں کی اشاعت کا کام کرتا ہے اور ایسے اصحاب کی لکھی ہوئی کتابیں منظور کرتا ہے جو تیرہ اگست ۴۷ء تک یونینسٹ تھے اور ۱۴ اگست کو مسلم لیگی ہو گئے۔ پاکستان کے یہ موقع پرست اپنی پیشانی سے انقلاب کی فائلوں کے داغ محو نہیں کر سکتے۔ آج یہ اردو ادب کے ٹھیکیدار بن کر درسی کتب میں ایسا ایسا مواد بھر رہے ہیں جس سے سنی شیعہ آویزش میں زیادتی ہو۔ انھیں موقع پرستوں کی وجہ سے آج پاکستان کے جملہ شیعوں کو اپنے قومی مطالبے میں درسی کتابوں سے دل آزار مواد کا اخراج شامل کرنا پڑا حکومت ان موقع پرستوں کی ان تمام چالاکیوں سے باخبر ہے وہ ان کے عزائم کا حال بھی جانتی ہے۔ لیکن مصلحت وقت کی خاطر خاموش ہے۔ اور یہ موقع پرست یہ سمجھتے ہیں کہ اب انھیں کھلی چھٹی ہے یہ جس طرح اور جو چاہیں کریں انکو۔

…د کرنے والا کوئی نہیں لیکن انھیں معلوم ہونا چاہیے کہ آج نہیں تو کل وہ حکومت کی گرفت سے بچ کر نہیں جا سکتے۔

چھٹا قدم ہمارے یہاں پیشۂ درس و تدریس ایک معاشی مسئلہ بنا ہوا ہے۔ کچھ ایسے اساتذہ ضرور ہیں جنھوں نے اس پیشے کو محترم سمجھ کر علمی نقطۂ نظر سے قبول کیا ہے۔ لیکن ہندوستان کے ان ایجنٹوں نے اس پیشے کو بھی شیعیت کے خلاف استعمال کرنا شروع کر دیا ہے ان موقع پرستوں کے چیلے چانٹے تھوک کے تھوک ٹریننگ کالجوں سے پاس ہو کر دیہات کے مدرسوں میں شیعیت کے خلاف طلباء میں بے چینی پیدا کر رہے ہیں۔ شیعہ عوام الناس اول تو اس فلسفے سے ناواقف ہیں دوم اگر وہ ٹریننگ لے کر آگے بڑھتے ہیں تو کسی دوسرے مدرسے میں ان کا تقرر نہیں کیا جاتا اور اگر تقرر ہو بھی جاتا ہے تو وہ ماحول اور انتظام سے مجبور ہو کر ہونٹ بھی ہلا نہیں سکتے چہ جائیکہ وہ اپنے مذہب کی تبلیغ کریں۔

ساتواں قدم۔ ان موقع پرستوں کی ان تمام چالاکیوں اور عیاریوں کا پردہ چاک ہونے کے بعد ان کی صفوں میں گھبراہٹ محسوس ہونے لگی ہے۔ اس سراسیمگی سے پریشان ہو کر اب انھوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ چونکہ شیعہ قومی مطالبات کے حامی ہیں اس لیے سرے سے پاکستان کے دشمن ہیں۔ شیعوں کی صفوں سے غداری کر کے بھی کچھ غدار حکومت کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے کہ جو لوگ قومی مطالبات کے سلسلے میں پیش پیش ہیں وہ وطن کے دشمن ہیں اور ہندوستان کے ایجنٹ ہیں۔ لیکن حکومت پاکستان اور صدر محترم ایسی چالوں سے خوب واقف ہیں۔ موقع پرستوں کی یہ چالیں مستقبل قریب میں کھل جائیں گی۔ اور حکومت یقیناً یقیناً ان کا محاسبہ کرنے پر مجبور ہو جائے گی۔

ہم حکومت کو یقین دلاتے ہیں کہ شیعہ مطالبات پیش کرنے والے پاکستان کے وفادار شہری ہیں اور وہ اپنے بنیادی حقوق تمام آئینی ذرائع سے حاصل کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ ان مطالبات کو خود صدر محترم جائز قرار دے چکے ہیں۔ لیکن یہ موقع پرست عناصر کا دخل ڈال کر حکومت سے شیعوں کو لڑانا چاہتے ہیں۔

آٹھواں قدم اس مختصر سے مضمون میں ریڈیو اور ٹیلیویژن کی پالیسی کے بارے میں سردست کچھ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ ان اداروں کی چالاکیوں کا پردہ چاک کرنے کے لیے پورے دفتر کی ضرورت ہے۔

ان دونوں اداروں نے شیعیت کو مٹانے کے لیے متحدہ پروگرام بنا لیا ہے۔ دونوں صحیح اسلامی واقعات مسخ کر کے پاکستانی نوجوانوں کو ایک ایسی اسلامی فضا سے ہمکنار کر رہے ہیں جس کا تاریخ میں وجود ہی نہیں ہے۔ صبح سے شام تک کے پروگرام پر نظر ڈالیے تو آپ کو متعدد اسلامی شخصیتوں کی ذوات کے بارے میں پروگرام ملیں گے۔ لیکن جوں ہی وہ پروگرام ختم ہوتے ہیں فلمی ریکارڈ شروع کر دیے جاتے ہیں۔ گویا ان ہستیوں کا تذکرہ بغیر فلمی ریکارڈ کے مکمل ہی نہیں ہوتا بابا فرید گنج شکر کی کافیاں ریڈیو پاکستان پورے خلوص سے نشر کرتا ہے لیکن حضرت شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ نے منقبت امیر المومنین میں جو کافیاں کہی ہیں ان کا تذکرہ کبھی نہیں کیا گیا۔

یہ ایسے واقعات ہیں جنھیں پاکستان کا بچہ بچہ جانتا ہے۔ خود حکومت بھی ان اسرار و رموز سے واقف ہے لیکن اس سلسلے میں وہ کیا کرتی ہے ہنوز پردۂ راز میں ہے۔

محفل

محترمی مدیر صاحب۔ سلام مسنون

عرض ہے کہ انجمن ہذا کا مقصد جنت البقیع کے منہدم مزارات کی یاد باقی رکھنا اور ان کی دوبارہ تعمیر کے لیے ممکن جد وجہد کرنا ہے۔ لہذا ہم ہر سال آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ آپ مومنین کو یوم انہدام مزارات جنت البقیع بتاریخ ۸ رشوال "یوم جنت البقیع" منانے کے لیے متوجہ فرمائیں۔ آپ کے توجہ دلانے پر کافی مقامات پر یہ یوم غم منایا جاتا ہے۔ اور اراکین انجمن بھی آپ کے ممنون ہیں۔ امید ہے کہ امسال بھی اس سلسلے میں تکمیل توجہ دلا کر زیادہ شکر گزار فرمائیں گے۔

(انور علی ضیا۔ جام نگری انجمن ارائین کراچی)

محترمی۔ السلام علیکم۔

آج کل ایران سے ایک شیخ آغائے بلخی آئے ہوئے ہیں جو ظاہراً خود کو شیعہ بتلاتے ہیں لیکن اعتقادات صوفیوں کے سے ہیں۔ اور انھوں نے نسل جدید کو گمراہ کرنے کی کوشش شروع کر رکھی ہے۔ نہ صرف نسل جدید بلکہ نسل قدیم کے چند سرمایہ دار بھی ان کے دام میں پھنس چکے ہیں اور ستم ظریفی ملاحظہ فرمایئے کہ شیخ بلخی کی تبلیغ کا اڈہ بھی انہی جاہل سرمایہ داروں کے گھروں میں واقع ہے اور کبھی کبھار وہ لوگ بھی جوش جاہلیت میں آکر جاہل خیالات کو خیالاتی اور عیش پرست عقیدے کی پختگی اور سچائی کے لیے بلند بانگ دعوے کر کے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یوں سمجھیے کہ ناچیز کو ان کے چند عقیدوں کا علم ہوسکا ہے۔ وہ یہ کہ:۔

۱۔ انسان ازلی بہشتی یا جہنمی ہوتا ہے۔ اور انسان جس دن پیدا ہوتا ہے اس دن اسکی قسمت میں لکھ دیا جاتا ہے کہ وہ بہشتی ہے یا دوزخی۔

۲۔ انسان کو یہ اختیار دیا گیا ہے۔ کہ وہ اس وقت تک عبادت کرے جب تک کہ اس کو یقین ہو جائے کہ اسکی عبادات اب کافی ہو چکی ہیں۔

۳۔ خدا انسان میں حلول کرتا ہے۔

بس یہ چند عقیدے مجھے معلوم ہوسکے ہیں۔ اگرچہ آقائے حکیم مدظلہ العالی نے شیخ بلخی سے صحبت کرنے، گفتگو کرنے یا مباحثہ کرنے سے منع کیا ہوا ہے اس کے باوجود چند جاہل ان کے گرد منڈلاتے رہتے ہیں۔ شاید تیمیانہ زندگی سے عاجز آکر ایک نئی راہ اپنانا چاہتے ہیں۔ امید واثق ہے کہ آپ مشن کی جانب سے ضرور ایسا انتظام فرمائیں گے کہ نسل جدید کو گمراہ ہونے سے بچایا جا سکے۔

(ک۔ ح۔ ح۔ بارنس روڈ کوئٹہ)

محترمی۔ سلام مسنون

آج کل کے تعلیم یافتہ دور میں یہ پروپگنڈا کیا جا رہا ہے کہ شیعوں میں کوئی حافظ نہیں ہوتا۔ آپ مہربانی فرما کر چند شیعہ حفاظ کے نام شائع کریں۔

عبدالحمید ٹیلیگراف مرکزی تار گھر ملتان

حافظ کفایت حسین۔ حافظ ذوالفقار علیشاہ۔ حافظ سیف اللہ

(مدیر)

سید العلماء مولانا سید علی نقی النقوی مدظلہ العالی

تفسیر قرآن

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۳﴾

"اور جبکہ تم نے ایک شخص کو قتل کر ڈالا، پھر تم اس کے بارے میں جھگڑ رہے تھے اور اللہ ظاہر کرنے والا تھا اس کا جسے تم چھپا رہے تھے تو ہم نے کہا کہ اسی گائے کا ٹکڑا اس پر مارو۔ اس طرح اللہ مُردوں کو جلاتا ہے اور تمہیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتا ہے۔ شاید اب بھی تم میں عقل آئے۔"

اس آیت کے ذریعے سے اس گائے کے ذبح کرنے کا سبب اور اس کا نتیجہ سب ظاہر ہو گیا جو ان روایات کے بالکل مطابق ہے جو اس کی تشریح میں وارد ہوئی ہیں۔

توریت میں ایک جگہ قتل کے بعد قاتل کا سراغ نہ ملنے کے موقع پر گائے کے ذبح کرنے کا ذکر ہے۔ اس طرح کہ:۔

"اگر اس سرزمین پر جس کا خداوند تیرا خدا تجھے ارشاد کرتا ہے، کسی مقتول کی لاش کھیت میں پڑی ہوئی ملے اور معلوم نہ ہو کہ اس کا قاتل کون ہے تب تیرے بزرگ اور تیرے قاضی باہر نکلیں اور ان بستیوں تک جو مقتول کے گرداگرد ہیں درمیان کو ناپیں اور یوں ہوگا کہ جو شہر مقتول سے نزدیک ہو اس شہر کے بزرگ ایک بچھیا لیں جس سے ہنوز کچھ خدمت نہ لی گئی ہو اور جوئے تلے نہ آئی ہو اور وہاں اس وادی میں اس بچھیا کی گردن کاٹیں۔" (استثنا ۲۱:۱-۹)

مگر توریت میں اس ذبح کا ماحصل کوئی معلوم نہیں ہوتا بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اہتمام صرف قسم کھلانے کے لیے ہے کہ ہم نے خونریزی نہیں کی۔ اسلامی روایت یہ ہے کہ گائے کا ٹکڑا مقتول پر مارنے کے بعد وہ زندہ ہو گیا اور اس نے خود اپنے قاتل کا پتہ دے دیا۔[1] آیت قرآنی میں آخری ٹکڑا کذالک یحیی اللہ الموتیٰ و یریکم آیاتہ اس روایت کے مناسب ہے۔

آیت کا لفظ قرآن مجید میں معجزہ اور غیر معمولی مظاہرۂ قدرت کے لیے آتا ہے۔ یریکم آیاتہ سے ظاہر ہے کہ گائے کا ٹکڑا لاش پر مارنے کے بعد کوئی غیر معمولی کرشمۂ قدرت نمودار ہوا اور مخرج ما کنتم

---

[1] فی الکلام محذوف والتقدیر فقلنا اضربوہ ببعضہا فضربوہ ببعضہا فحیی (رازی)

تکمتوں سے ظاہر ہو کہ اس کرشمہ کے ذریعے سے قاتل کی تعیین ہوگئی ۔ یہ صورت بالکل اسی روایت پر منطبق ہوتی ہے ۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾

" پھر اس کے بعد بھی تمہارے دل سخت ہی رہے چنانچہ وہ پتھر کے مثل یا اور بھی زیادہ سخت ہیں ۔ اور پتھروں میں تو ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن سے ندیاں پھوٹ نکلتی ہیں ، اور بعض ان میں سے ایسے ہوتے ہیں ، جو پھٹ جاتے ہیں تو ان میں سے پانی نکلتا ہے اور ان میں ایسے بھی ہوتے ہیں جو جلالِ الٰہی کے اثر سے نیچے آ پڑتے ہیں اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے ۔"

" پتھر کے مثل یا اور بھی زیادہ سخت " اس طرح کی تردید کلامِ الٰہی میں اور بھی جگہ ہے ۔ جیسے قاب قوسین او ادنیٰ " دو کمان بھر یا اس سے بھی کم " ان مقامات پر " او " جس کے معنی اردو میں " یا " کے ہوتے ہیں اظہارِ شک کے لیے نہیں ہوتا بلکہ وہ " بل " کے معنی میں ہوتا ہے ۔ مطلب یہ کہ پتھر کے مثل بلکہ زیادہ سخت ۔ ان میں اصل واقعہ وہی ہوتا ہے جو بعد میں آتا ہے ۔ مگر یہ ایک اندازِ کلام بمقتضائے بلاغت اختیار کیا جاتا ہے ۔ اس لیے کہ وہی بات ایک دم سے کہہ دی جائے تو اتنی سننے والے کے ذہن کو متوجہ نہیں کرتی جس قدر کہ اس وقت جب اسے تدریجی طور پر اس کے ذہن تک پہنچایا جائے ۔

پتھروں کے جن کیفیات کا ذکر بعد میں کیا گیا ہے وہ ان کے دلوں کے زیادہ سخت ہونے کا ایک ادبی انداز میں ثبوت ہے ۔ یعنی پتھروں میں تو پھر بھی کچھ نہ کچھ اثر پذیری آنکھوں میں دیکھی جاتی ہے اور وہ ان کے تکوینی تغیرات ہیں ، جو خالق کے نظامِ تخلیق کے ماتحت ہیں ۔ وہ اس نظامِ تخلیق سے باہر کبھی نہیں ہوتے مگر تم ایسے انسان ہو کہ تمہارا دل خالق کے مقاصد سے باغی ہی رہتا ہے پھر پتھروں کے ارادۂ جلالِ الٰہی سے متاثر ہونے کے مناظر خود بنی اسرائیل اپنی آنکھوں سے بھی دیکھ چکے تھے اس لیے یہ مثال ان کو مخاطب کر کے مطلب کے واضح کرنے کے لیے انتہائی مناسب اور برمحل ہو سکتی تھی [1]

[1] قد حدثت هٰذا كله لبنى اسرائيل وشاهدوه برأى العين فى الحجر الذى انفجرت منه العيون والجبل الذى تجلى له الله فجعله دكًّا واما انتم يا بنى اسرائيل فلا تتأثر قلوبكم بالآيات و دلائل الحق (بلاغی)

حکیم محمد شفیع حیدر ضیاء

حدیثِ منزلت کے اسرار و غوامض

جمہورِ اسلام کے لیے لمحۂ فکریہ

ارشاد جنابِ رسالتمآب ہے۔ یا علی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ۔ مطلب۔ اے علیؑ تم کو مجھ سے وہی منزلت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی۔" یہ حدیث متفق بین الفریقین ہے۔ یہ امر بھی بین المسلمین متفق ہے کہ ہر ارشادِ نبوی بشرطیکہ وہ واقعی ارشادِ نبوی ہے بمنزلۂ وحی کے ہے۔ علاوہ اس معیار کے جو انھیں ذواتِ مقدسہ نے معین فرمایا ہے اندازِ بیان و نیز الفاظ کے اتار چڑھاؤ و معنویت کی بھی خود پتہ دے دیتی ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے کہ خود زبانِ وحی ترجمان کے نکلے ہوئے الفاظ ہیں۔

میں جس حدیث کے اسرار و غوامض کو حوالۂ قلم کرنا چاہتا ہوں اس کا اندازِ بیان اور اس کے معانی کے اسرار خود شاہد ہیں کہ یہ معصوم زبان سے نکلی ہوئی ہوں۔

اس حدیث میں خصوصی حیثیت سے ایک لفظ منزلت ہے جو بہت سے اسرار کا مشعر ہوتا ہے۔ وھو ہذا:۔

۱۔ ارشادِ نبوی ہے کہ اے علیؑ میرے تمھارے درمیان وہی شان وہی منزلت وہی صفات و کمالات وہی حالات ہیں جو ہارونؑ و موسیٰ کے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ وہ دونوں آپس میں بھائی بھائی تھے پس تم بھی میرے چچازاد بھائی ہو۔

۲۔ ہارونؑ موسیٰؑ کے وصی و جانشین جب وہ جائے جناب موسیٰ تھے اسی طرح اے علیؑ تم بھی میری غیبت میں کے جانشین اور خلیفۂ بلافصل ہو۔

۳۔ اگر موسیٰ معصوم تو ہارون بھی معصوم۔ اسی طرح اے علیؑ جس طرح میں معصوم اسی طرح تم بھی معصوم۔ ہارونؑ کی نسل سے کوئی اور معصوم نہ ہوا مگر تمھارے سلسلے میں گیارہ معصوم ہوں گے۔

۴۔ موسیٰؑ اگر ایک اولوالعزم اور صاحبِ کتاب پیغمبر تو میں بھی ایک اولوالعزم اور صاحب کتاب پیغمبر ان کے تمام کمالات کے وارث اگر ہارونؑ، تو میرے جملہ کمالات و اوصاف کے سوائے درجۂ نبوت و رسالت تم مالک ہو۔

۵۔ موسیٰؑ کو طور پر معراج ہوئی مجھ کو مقام او ادنیٰ پر ہوئی۔ اور تم کو میرے دوش پہ ہوئی۔ ہارونؑ ایسی معراج سے محروم رہے مگر میں اور تم دونوں معراج پر فائز۔

۶۔ موسیٰؑ طور سے تختیوں میں وہ توریت لائے کہ جس کا حمل ایک اونٹ کے لیے دشوار تھا۔ میں ایک ایسی کتاب لایا جو نہایت مختصر بلکہ اتنی مختصر کہ بچوں کے گلے کا حمائل بن سکے مگر معنویت میں اتنی وسیع کہ قیامت تک اسکی تفسیریں لکھی جائیں گی مگر پھر بھی ناتمام رہیں گی۔ میں اس کی تنزیل پہ جہاد کروں گا

تم تاویل پر، توریت سے پہلے نہ موسیٰ عالمِ توریت تھے نہ ہارونؑ، مگر میں عالمِ تکوین ہی سے عالم الکتاب تھا اور تم بھی۔ میں خزانۂ علم الکتاب تم بابِ خزینۂ علم الکتاب تھے۔

۷۔ موسیٰؑ کو دو معجزے عنایت ہوئے، ایک یدِ بیضا دوسرے عصائے معجز نما۔ یدِ بیضا میں نورِ اختیاری تھا جب چاہتے روشن کرتے اور جب چاہتے خاموش رکھتے اس کا نور بھی ہمارا اور تمھارا ایک پرتو ہے جو ان کے ہاتھ کا چراغ بنا۔ طور پر جو برق چمکی وہ ہماری ہی جمال کی ایک جھلک تھی ورنہ خدا کوئی محسوس روشنی نہیں اور میں اور تم ایک ہی نور سے مخلوق، اور میں ہی وہ نور ہوں جو مقامِ خالقیت سے ظہور ہوا، میرے ہی شعشۂ جمال سے صبحِ ازل چمکی میری ہی شعاعوں سے کہیں قلم نے ظہور کیا، کہیں لوح نے جلوہ نمائی کی، کہیں عرش نے حرکت کی، کہیں آفتاب و ماہتاب جگمگائے۔ میں جہاں جہاں رہا تم بھی میرے ساتھ ساتھ رہے۔ کبھی پیشانیٔ عرش پر کلمۂ نور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ میں محمد رسول کی تحریر میں چمکا تو تم بھی میرے پہلو بہ پہلو نورانی خط میں علی ولی اللّٰہ کی سطر میں جگمگائے۔ کبھی میں بابِ جنت پر نقش بنکر ابھرا تو تم بھی میرے زینت پہلو رہے۔ کبھی قندیلِ عرش بنکر روشن ہوا تو تمھاری بھی شعاعیں میرے ہمراہ تھیں۔ کبھی پیشانیٔ آدم میں چمکا، تو تم بھی میرے ساتھ تھے، میں مسجودِ ملائکہ ہوا تو تم بھی۔ درحقیقت ہم دونوں ہی قبلۂ ملک و فلک تھے۔ ضمناً آدم تھے۔ پس یہ وہ خصوصیات ہیں جو نہ ہارونؑ میں ہیں نہ موسیٰؑ میں۔ میں اور تم دونوں ہی اوّل بھی اور آخر بھی

بغیر میرے اور تمھارے نہ موسیٰؑ جنت میں قدم رکھ
ہیں نہ ہارونؑ۔ روزِ الست جہاں خدا نے اپنی ربوبی[ت]
اور ولایت کی تصدیق تمام انبیاء و مرسلین اور جم[یع]
مخلوقاتِ علوی و سفلی سے کرائی وہیں میر[ی]
اور تمھاری معصوم ذریت کی محبت و ولایت کا عہ[د]
میثاق لیا۔ پس جو بعد ظہور اس میثاق پر قائم رہا و[ہ]
جنتی ورنہ جہنمی۔ میں مالکِ کوثر، تم ساقیٔ کوثر۔ ا[ے]
اے علیؑ قدرت نے تم کو کچھ ایسے عطیات عنای[ت]
فرمائے ہیں کہ ہارونؑ و موسیٰؑ کا کیا ذکر، میں [خو]
ان عطیات سے محروم ہوں اور وہ یہ ہیں کہ خدا نے
تم کو جسطرح مجھ سا خاتم المرسلین و اشرف الانبیا[ء]
خسر دیا مجھ کو نہ دیا۔ اے علیؑ تم کو خدا نے میری
ایسی جو سیدۂ نساء العالمین ہے زوجہ عنایت
ہے۔ اس طرح مجھے کوئی بیوی نہیں ملی۔ اے علیؑ تم
خدا نے دو ایسے بیٹے عطا فرمائے جو سید الشباب اہلِ
ہیں۔ ایسے بیٹے مجھ کو نہ دیے گئے۔ ان عطیات س[ے]
موسیٰ و ہارونؑ کیا تمام انبیائے کرام محروم ہیں۔ اے
تم قبلۂ ایمانی ہو تم میرے نفس ہو جو تم سے پھرا وہ
سے پھرا اور جو مجھ سے پھرا وہ خدا سے پھرا اور جو
سے پھرا وہ مرتد ہو گیا۔

۸۔ اے علیؑ موسیٰ کو عصا دیا گیا جو صرف باطل کنندہ سحرِ فر[عون]
تھا مگر تم کو وہ تلوار عطا ہوئی جو باطل کنندۂ شرک و کف[ر]
ہے۔ سحرِ ساحرانِ فرعون کے فنا کرنے کے بعد عصا کی کو[ئی]
تعریف نہ ہوئی مگر تمھاری اور تمھاری تلوار کے رفعِ ش[ر]
کفر پر مدح ہوئی۔ وہ فعلِ موسیٰ نہ تھا بلکہ منجانب [خدا]
فعلِ عصا تھا۔ مگر تمھاری تلوار کا خود کوئی فعل نہ تھا بلکہ
خود تمھارے بازوؤں کی جد و جہد تھی۔

www.khwajalateefansari.com

۹۔ موسیٰ کے لیے دریا شگافتہ ہوا میں نے چاند کے دو ٹکڑے کیے، تم نے مغرب سے آفتاب پلٹایا۔

۱۰۔ موسیٰ کے ضربِ عصا سے پتھر سے پانی پھوٹ نکلا میری انگلیوں سے چشمۂ آب جاری ہوا تم جہاں اشارہ کر دو گے زمین سے وہیں پانی جاری ہو جائے گا۔ جس چیز میں انگلیاں پیوست کرو گے وہیں سے چشمے پھوٹ نکلیں گے۔

۱۱۔ موسیٰ اور قوم موسیٰ کے لیے مقام تیہ میں منّ و سلویٰ نازل ہوا وہ حسابی تھا۔ تمہارے اور تمہاری ذریت کے لیے مائدہ ہائے جنت کا اکثر و بیشتر نزول ہوگا۔ یہ عطیات افضالِ الٰہی سے ہوں گے۔

۱۲۔ موسیٰ کے لیے دریا شگافتہ ہوا اور وہ مع قوم پار ہو گئے اور جو دشمن تھے وہ غرق ہوئے۔ اے علیؑ میرے لیے تو اسکی حاجت نہ ہوگی۔ میرے واسطے دریا پایاب ہو جائے گا۔ تم سطحِ آب سے مع رہوار اس طرح گزر جاؤ گے کہ تمہارے رہوار کے سم تک تر نہ ہوں گے۔ جس طرح دشمنانِ موسیٰ غرقِ آب دنیا ہوئے اسی طرح تمہارے دشمن غرقِ عذاب آخرت ہوں گے۔ (باقی باقی)

تلاشِ گمشدہ

راجہ گل حسین ولد ہاشم علی جنجوعہ عمر ۳۰/۳۵ سال ساکن موضع ڑیولہ تحصیل باغ آزاد کشمیر عرصہ دراز سے لاپتہ ہے۔ اسکی والدہ محترمہ اور گھر کے تمام افراد اسکی گمشدگی کی وجہ سے بےچین و بےقرار ہیں والدہ ضعیف العمر سخت بیمار ہے۔ راجہ گل حسین جنجوعہ جہاں کہیں بھی ہو فوراً گھر پہنچے۔ (سجاد احمد معرفت محمد شفیع سفیاں والا آزاد کشمیر

اجلاس

بسلسلہ توسیع رکنیت امامیہ مشن پاکستان

امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ لاہور کے مقامی اجلاس بسلسلہ توسیع رکنیت ۴، ۵ مارچ، ہفتہ و اتوار کو کربلا گامے شاہ لاہور میں منعقد ہو رہے ہیں۔ مولانا سید محمد جعفر صاحب قبلہ خطیب شیعہ جامع مسجد کرشن نگر، مولانا مرزا یوسف حسین صاحب میانوالی، مولانا سید شتاق احمد صاحب ملتان، پروفیسر خواجہ محمد لطیف صاحب انصاری، سید اختر حسین صاحب شائق انبالوی مدیر "اسد"، مولانا صفدر حسین صاحب پرنسپل جامعۃ المنتظر، مولانا مفتی جعفر حسین صاحب مجتہد العصر اور کئی دیگر علماء کی تقاریر ہوں گی۔ امامیہ مشن کے ہمدردوں اور لوکل سیکرٹریوں سے پر زور التماس ہے کہ وہ توسیع رکنیت کی مہم میں ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ کو تقویت پہنچانا محمد و آل محمد علیہم السلام کی خوشنودی حاصل کرنے کے مترادف ہے۔ زیادہ سے زیادہ افراد جلسوں میں شریک ہو کر مشن کے ممبر بنیں۔ آخر میں پھر اپیل کرتا ہوں کہ توسیع رکنیت کے اجلاس کامیاب بنائیں اور قوم کے عظیم تعمیری ادارہ کے ساتھ بھرپور تعاون فرمائیں۔

خواجہ حبیب علی (پی۔سی۔ایس ریٹائرڈ) منیجنگ سیکرٹری امامیہ مشن پاکستان

قائدِ ملت کا ضروری اعلان

قائدِ ملت خطیبِ اعظم حضرت مولانا سید محمد صاحب قبلہ دہلوی صدر پاکستان شیعہ مطالبات کمیٹی نے مجاہدِ ملت سید شتاق حسین صاحب نقوی آف ملتان کو اکثر خاص مشن کی تکمیل اور مطالبات کمیٹیوں کا جائزہ لینے کے لیے سارے ملک کا دورہ کرنے کی ہدایت فرمائی ہے، وہ ملک کا دورہ کر کے قائدِ ملت کو اپنی رپورٹ پیش کریں گے۔ (السید محمد دہلوی)

الحاج شریف حسین صاحب

اصلاحِ نفس

بصری حضرتِ صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، کہ مجھے علم سکھائیں۔ حضور نے فرمایا کہ علم ایک نور ہے۔ اللہ تعالیٰ جس دل میں ہدایت پاتا ہے اس میں نور کو داخل کر دیتا ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ مجھے عبادت کا طریقہ بتائیں۔ فرمایا کہ عبادت کے لیے تین شرطیں ہیں۔ سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ جان لے کہ تُو کسی شئے کا مالک نہیں۔ کیونکہ تو خود بندہ ہے اور بندہ کسی چیز کا مالک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ خود مملوک ہے اور اسی طرح انسان بھی اسکا مملوک ہے۔ مالکیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لہٰذا انسان کو چاہیے کہ سب سے پہلے اپنے اس دماغِ مغرور سے مالکیت کا وہم نکالے تو پھر بندگی کے قابل ہو سکتا ہے ورنہ بندہ بھی نہیں۔ نافرمان غلام کو مالک کبھی نہیں برداشت کر سکتا۔ یا نکال دے گا یا اسکو فروخت کر کے دوسرا غلام خرید لے گا۔ یہی حالت انسان کی ہے کہ وہ جب تک اس کا بندہ ہے، جب اس کی فرماں برداری کرے، اور بندگی میں رہے، ورنہ بندگی سے بھی ساقط جس طرح شیطان نے حکم کا انکار کیا اور بندگی سے خارج، اب وہ خدا کا بندہ نہیں بلکہ ذلیل و خوار اور راندۂ درگاہ ہے اور انسان کی تو یہ حالت ہے کہ اسکی جتنی چیزیں ہیں وہ سب اس کی دشمن ہیں جب تک یہ اللہ کا نافرمان ہے بلکہ اس کے اعضاء و جوارح بھی اس کے خلاف گواہی دیں گے۔ جس کی گواہی قرآنِ پاک دے رہا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ انسان کے سب دعوے جھوٹے ہیں۔ ہر چیز اس دنیا میں عبرت کا باعث ہے۔ ہاتھ پاؤں کا حالتِ پیری میں جواب دے دینا، اولاد کا قبر میں ڈال کر آ جانا، مال کا دنیا میں رہ جانا سب چیزیں باعثِ عبرت ہیں مگر نہیں سمجھتا۔ مقصد حضرت کا یہی کہ سب سے پہلے بندگی اور عبادت کی شرط یہ ہے کہ تو یقین کے ساتھ اس بات کو سمجھ لے کہ تو کسی چیز کا مالک نہیں اور جو کچھ تیرے پاس ہے وہ ملکیت نہیں بلکہ تو اس کا امین ہے اور جس طرح مالک نے اس کے صرف کرنے کا حکم دیا ہے اس کو صرف کرو تو تُو بندہ ورنہ بندگی سے خارج ہے۔ لہٰذا ہر چیز کا مصرف آلِ محمدؐ نے بتا دیا۔ کہ اپنی جان کو اس طرح خرچ کر جس طرح تیرا مالک راضی ہے۔ جیسا کہ کتاب کافی میں امام جعفرِ صادقؑ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے تین باتوں کا سوال ہوگا۔ کہ زندگی کو کس طرح بسر کیا۔ جوانی میں کس چیز کو پسند کیا اور مال کو کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ سب چیزیں عبث پیدا نہیں کی گئیں بلکہ ہر چیز کا حساب ہے اور وہ ذات حساب لینے میں کافی ہے، غافل نہیں۔ اے ابنِ آدمؑ تو ایک قدم نہیں چلتا اور ایک نظر نہیں دیکھتا اور ایک کلمہ زبان سے نہیں کہتا مگر یہ کہ میرے ملائکہ تیرے ساتھ ہیں، لکھ لیتے ہیں چاہے اچھا کرے یا بُرا۔ اب یہ اللہ کی سی۔ آئی۔ ڈی بھی ساتھ ہے جو انسان کی ہر حرکت کی

نگرانی کرتی ہے، اور انسان غافل ہے اور بڑی لاپروائی سے ان اعضاء و جوارح کو استعمال کرتا ہے۔ گو یا یقین نہیں اگر یقین نہیں تو ایمان نہیں اگر ایمان نہیں تو نجات مشکل مگر ایسا نہیں ہے۔ ایمان ہے مگر زبانی یقین ہے مگر ظنی: حالانکہ یہ ان حضرات کی زبان سے جاری شدہ کلمات ہیں جن کی تائید اللہ کی کتاب کرتی ہے کہ وحی کے بغیر بولتے ہی نہیں۔ اسی لیے مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں الناس نیامٌ ماتوا انتبھوا۔ لوگ خوابِ غفلت میں سو رہے ہیں۔ جب موت آئے گی جاگ اٹھیں گے۔" حالانکہ یہ بات ہماری عقلوں سے دور ہے کہ ہم زندہ ہیں۔ دیکھتے ہیں۔ بولتے ہیں، چلتے پھرتے ہیں۔ امامؑ فرما رہے ہیں جو موت آئے گی جاگ اٹھیں گے گویا ہماری حالت علی علیہ السلام جانتے ہیں کہ ہماری غفلت کا کیا حال ہے۔ حالانکہ عزیزوں کا مرنا، احباب کا ہمارے ہاتھوں سے قبروں میں جانا بلکہ اپنے بچوں کو بھی بعض اوقات اپنے ہاتھ سے قبر میں ڈال آتے ہیں مگر پھر بھی عبرت حاصل نہیں کرتے۔ تو معلوم ہوا کہ انسان بھول میں ہے اور مسئول بھی ہے۔ یہ بھی حضور پیغمبر علیہ السلام کا فرمان ہے کہ کلکم راع وکلکم مسئول "تم سب کے سب راعی ہو اور سب پوچھے جاؤ گے' اپنی اپنی رعیت کے متعلق۔" اور رعیت میں ہر وہ چیز داخل ہے جو انسان کے ماتحت ہے۔ اس کے اعضاء و جوارح، اس کی اولاد وغیرہ مال و منال۔ اور اگر ان کے حق ادا کر دیے تو سب ٹھیک ورنہ سب دشمن ہو جائیں گے۔ اعضاء و جوارح خلاف گواہی دیں گے۔ اولاد وغیرہ دشمن ہو جائے گی اور گلے میں رسّہ ڈالے گی۔ کہ ہم کو کیونکر بے دین کیا۔ اور اللہ سے غافل رکھا۔ جیسا کہ ہمارے حالات ہیں کہ ہم اولاد کو بے دینی سکھاتے ہیں اور دین سے دور رکھتے ہیں۔ شیطان نے ایسا دلوں میں پھونک رکھا ہے کہ خبردار دین کے پاس نہ جانا ورنہ ذلیل ہو جاؤ گے۔ اور دنیا کی عزت جو عین ذلت اس کو ہماری نظروں میں خوب پالش کر کے دکھاتا ہے۔ ہمارے نفوس بھی اس کے جال میں خوب پھنس جاتے ہیں۔ مال کا حق ادا نہ کیا تو وہ دشمن، زکوٰۃ نہ دی تو وہ مال سانپ اور بچھو بن کر کاٹیں گے۔ مویشی ہوں گے تو وہ ماریں گے۔ جائیداد ہو گی وہ گلے میں ڈال کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اگر دوسرے حق مثلاً صلۂ رحمی، والدین کا حق، مسافر، یتیم، غریب عزیزوں کا حق۔ امام علیہ السلام سے پوچھا کہ مولا واجب کے سوا اور حق بھی مال پر ہے؛ فرمایا ہاں۔ بھوکے کو کھلا، ننگے کو پہنا، حاجتمند کو بولنے سے پہلے دے دے۔ سائل کو رد نہ کر، زیادتی مال سے قرابتداروں اور مومنوں کے ساتھ سلوک کر۔ فرمایا بلکہ جان سے، روح سے برادر مومن کی اعانت کر۔ اگر تو نے اسکی حاجت پوری نہ کی حالانکہ قدرت رکھتا ہے تو خداوند مہربان تجھے بھی بے پروائی سے جہنم میں ڈال دے گا۔ اور اس کے علاوہ آلِ محمدؐ کا حق خمس ہے جو کہ عام طور پر نہیں دیا جاتا امامؑ فرماتے ہیں جو ہمارا حق کھاتا ہے اور ادا نہیں کرتا، وہ ہمارا خون اور گوشت کھاتا ہے۔ اس کا حشر بھی غاصبینِ اہلِ بیتؑ کے ساتھ ہوگا۔ لہٰذا ہر چیز کے متعلق سمجھ لے کہ میں کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔ جب یہ بات سمجھ میں آگئی تو پھر انکار نہیں کریگا، اور مالک کے حکم کے سامنے ہر چیز قربان کر دے گا۔ کیونکہ جانتا ہے کہ میں بندہ (غلام) ہوں۔

انشاء اللہ دوسری اشاعت میں عبادت کی دو شرطوں کے متعلق عرض کیا جائے گا تا کہ مومنین کلامِ امام سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔

رئیس العلماء مولانا سید کاظم صاحب نقوی

ایک پُر اسرار رابطہ

اس امر میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ سچے دعویداران نبوت کے لیے ضروری ہے کہ وہ خداوندِ عالم کی ذات سے کسی قسم کا خصوصی رابطہ رکھتے ہوں۔ اسی ارتباط کی بنا پر وہ سمجھ سکیں گے کہ انھیں نبوت و رسالت کا منصب عطا کیا گیا ہے۔ اسی ارتباط کے راستے سے انھیں حقائق و معارف کا علم حاصل ہوگا یہی ارتباط انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے سدھارنے کے لیے انھیں منشاء الٰہی کے مطابق اصول و قوانین پر محیط دستور حاوی بنائے گا۔

اسی مخصوص رابطہ کو علم کلام کی اصطلاح میں "وحی" کہا جاتا ہے۔ یہ انبیاء و مرسلین کی زندگی کے انتہائی پُر اسرار رخوں میں سے ایک رُخ ہے۔

زبان عربی میں لفظ "وحی" کے کئی معنی ہیں۔ ہلکی آواز، چپکے سے بات کرنا، کسی کی طرف اشارہ کرنا۔

اس لفظ کے موارد استعمال سے پتہ چلتا ہے کہ وحی کی دو قسمیں ہیں۔ "وحی تکوینی" اور "وحی تشریعی"

وحی تکوینی درحقیقت ان فطری صفات، طبعی رجحانات اور باطنی صلاحیتوں کا نام ہے جو خداوندِ عالم کے دستِ قدرت نے مختلف موجودات کے خمیر میں قرار دی ہیں۔ یقیناً ایسے موارد میں لفظ وحی کے صرف کرنے کو مجاز و تشبیہ کی ایک قسم سمجھنا چاہیے۔ یہاں موجودات کے اندرونی اسرار و رموز کی خلقت کو ایک ہلکی سی آواز سے تشبیہ دی گئی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:۔

واوحی ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا ومن الشجر و مما یعرشون۔ (سورہ نحل)

"تمھارے پروردگار نے شہد کی مکھی کو "وحی" فرمائی کہ پہاڑوں، درختوں اور لوگوں کے مکانوں میں اپنے رہنے کے لیے گھر تیار کرے۔"

کھلی ہوئی بات ہے کہ شہد کی مکھی کو وحی کرنے کا مقصد یہی ہے کہ خداوندِ عالم نے اس کے سراپائے وجود میں مخصوص قسم کی صلاحیتیں پیدا کی ہیں۔

"وحی تشریعی"۔ وحی کی وہ خاص قسم ہے جس کا تعلق انبیاء و مرسلین سے ہوا کرتا ہے۔ ہمیں جس وحی کے بارے میں فی الحال کچھ تشریح کرنا ہے وہ یہی "وحی تشریعی" ہے۔

البتہ ہر صاحبِ ذوق کی دلی خواہش ہے کہ وہ اس پُر اسرار رابطہ کی حقیقت کو سمجھے جو خداوندِ عالم اور اس کے انبیاء کے درمیان وحی کے نام سے قائم ہوتا ہے۔ واقعاً یہ سوچنے کے قابل بات ہے کہ ایسا کیونکر ممکن ہے کہ اس عالمِ مادی میں گھری ہوئی ایک مخلوق ایک ایسی ہستی سے ارتباط پیدا کرے جو ہر طرح کے مادہ اور مادیات سے بالکل منزہ اور مبرا ہے۔

کیا وحی کے موقع پر کوئی خاص رابطہ روح پیغمبر اور ذات واجب الوجود کے درمیان قائم ہو جایا کرتا تھا اور پیغمبر

www.khwajalateefansari.com

براہِ راست حقائق و معارف کو ان الہامات کے ذریعے جان لیتے تھے جو اُن کے قلب پر ہوا کرتے تھے؟ کیا ہم بھی اس رابطہ کی کیفیت کا پورا پورا تصور کر سکتے ہیں؟ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ وحی اس قلبی الہام سے مختلف ہو۔ وحی کا مطلب یہ ہو کہ جب خداوندِ عالم اپنے کسی بندہ کو کوئی ہدایت کرنا چاہتا ہے تو وہ اپنے فرشتہ کو پیغمبر کے پاس اپنے مخصوص پیغامات کے ساتھ بھیج دیتا ہے۔ خداوندِ عالم اور اس کے نبی کے درمیان رابطہ یہی فرشتہ ہوا کرتا ہے۔ یہاں پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ فرشتہ کیا چیز ہے؟ خود وہ خدائی پیغامات کو کس طرح حاصل کرتا ہے؟

کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ بموقع وحی خدا پیغمبر کے گرد فضا میں کچھ امواجِ صوتی خلق فرما دیتا ہو اور اس راہ سے اپنے ضروری ہدایات پیغمبروں تک پہنچا دیتا ہو؟ کیا ان امواجِ صوتی کو ذاتِ نبی کے علاوہ دوسرے عام لوگ بھی سن سکتے تھے؟

اس بحث میں مذکورہ بالا کثیر سوالات پیدا ہوتے ہیں انبیاء و مرسلین کے حالاتِ زندگی کے جائزہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی ذات تک خداوندِ عالم کے پیغامات تینوں راستوں سے پہنچا کرتے تھے۔ انبیاء کے قلوب پر الہام بھی ہوتا تھا فرشتے نازل ہو کر بھی خداوندِ عالم کی پیغام رسانی کا فریضہ ادا کیا کرتے تھے۔ امواجِ صوتی کو ایجاد کر کے بھی خدا اپنے مخصوص بندوں کو ہدایت فرمایا کرتا تھا۔

فی الحال جن مسائل کی تحقیق اور توضیح نہایت ضروری معلوم ہوتی ہے وہ مندرجہ ذیل امور ہیں:-

۱۔ وحی کے پُرپیچ مسئلہ کو کس حد تک حل کیا جا سکتا ہے؟
۲۔ قدیم فلاسفہ کے وحی کے بارے میں کیا خیالات تھے؟
۳۔ وحی کے سلسلے میں جدید فلاسفہ کا نظریہ؟
۴۔ کیا وحی بنوعِ فکری کا دوسرا نام ہے؟

کس حد تک حل کیا جا سکتا ہے۔

اس بحث میں سب سے پہلے اس امر پر روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے کہ آیا یہ ممکن ہے کہ کوئی مخلوق خداوندِ عالم کی ذات واجب الوجود سے رابطہ قائم کر کے براہِ راست تعلیمات حاصل کرے؟

اس سوال کے سامنے آنے کے بعد ایک طبقہ کا دل چاہتا ہے کہ فوراً اس کے جواب میں کہہ دیا جائے کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ وہی مغرور، متکبر لوگ ہیں جنھوں نے علومِ طبیعی کی غیر معتدل طرفداری کو اپنا طرۂ امتیاز بنا رکھا ہے۔

اس گروہ سے آپ اگر دریافت فرمائیے کہ کیوں ایسا نہیں ہو سکتا؟ تو وہ اپنے غرور آمیز یقینی لب و لہجہ میں کہیں گے کہ اس طرح کا رابطہ قائم ہونا "علم" کے فیصلوں کے خلاف

اگر ان سے پوچھا جائے کہ کہاں، کس علم میں، کس نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کسی انسان اور ذات الوجود کے درمیان اس طرح کا رابطہ نہیں قائم ہو سکتا جس کے بعد وہ خداوندِ عالم سے براہِ راست علوم و معارف حاصل کرے تو یہ طبقہ جواب میں کہے گا کہ کسی بات کے انکار کے لیے یہی کافی ہے کہ علومِ طبیعی نے اسے ثابت نہیں کیا ہے۔ ہمارے نزدیک اصولاً وہی باتیں قابلِ قبول ہیں جنھیں علومِ طبیعی کی تائید حاصل ہو۔ ہمارے نزدیک بلا استثناء ہر مسئلہ کو علمی طریقوں سے ثابت ہونا چاہیے۔

موجودہ علوم نے وجودِ انسانی میں چھپے ہوئے تمام اسرار و رموز کے چہرے سے پردے ہٹا دیے ہیں۔ ان کے ذریعہ سے انسان کے جسمانی اور روحانی تمام خصوصیات ہماری آنکھوں کے سامنے آگئے ہیں۔ علومِ جدیدہ کے تحقیقات نے انسان میں کسی ایسی ادراکی قوت کی نشاندہی نہیں کی ہے جس کی مدد

www.khwajalateefansari.com
Rekhta Download.com

انسان اس دنیا کے حدود سے باہر کسی دوسرے پُراسرار عالم سے رابطہ قائم کر سکے۔ ان جدید علوم نے وجودِ انسانی کے اندر کوئی ایسی طاقت نہیں پائی ہے جو انسان کو ایسے غیر معمولی حقائق و معارف سے باخبر بنا سکے۔ جن کا ادراک عقلِ بشری عام معمولی راستوں سے نہ کر سکتی ہو۔ اگر اس طرح کی کوئی قوت انسان میں موجود ہوتی تو ہرگز وہ علومِ طبیعی کی تیز نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھی۔ اس سب سے بڑھ کر یہ کہ اس قسم کا رابطہ ہمارے لیے تصور کے قابل نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ جس بات کا ہم تصور تک نہیں کر سکتے اس کی تصدیق کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔ کیا کسی چیز کے تصور کے بغیر اس کی تصدیق ممکن ہے؟

اس کے علاوہ ہم نے اپنے وجود کا ایک ایک چپہ ڈھونڈھ ڈالا۔ اپنے ظاہری اور باطنی تمام حواس کا کڑا جائزہ لے لیا۔ ہمیں انتہائی تلاش کے باوجود اپنی ذات میں اس قسم کی کوئی قوت نہیں ملی یقیناً انبیاء و مرسلین بھی نوعِ انسانی کے افراد تھے۔ اسے کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ ان کی ذات میں ہمارے احساسات و ادراکات کے علاوہ کوئی خاص طاقت پائی جاتی تھی؟

یہ ہے وہ جلد بازانہ فیصلہ جو مسئلہ وحی کے سلسلہ میں اس دور کے جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں سے بعض لوگ کیا کرتے ہیں۔ بدقسمتی سے یہ باتیں صرف مسئلہ وحی کے بارے میں نہیں بلکہ تمام ایسے مسائل کے بارے میں کہی جاتی ہیں جن کا ماوراء الطبیعۃ سے تعلق ہے۔ علومِ طبیعی کے ہتھیار کا غلط اور بے محل استعمال اس بیسویں صدی کا ایک خوبصورت فیشن بن گیا ہے۔

یہ زنگ خوردہ حربہ کب تک استعمال ہوگا؟

واقعہ یہ ہے کہ یہ لوگ جو اپنے کو علومِ طبیعی کا باوفا طرفدار قرار دیتے ہیں اپنے شخصی رجحانات کے آزادانہ طور سے عملی جامہ پہننے کا علومِ طبیعی کو مجوز بنانا چاہتے ہیں۔ اگر بدگمانی سے کام نہ لیا جائے تو یہ کہا جائے گا کہ ہمارے سامنے بس تین صورتیں ہیں یا ان لوگوں کی اطلاعات علومِ طبیعی کے متعلق بہت سطحی اور معمولی ہیں۔ یا ان کے ارتقاء و تکامل نے ان لوگوں کی سلاست فہم کو ان سے چھین لیا ہے۔ علومِ طبیعی کی حکومت کے حدود ان کی آنکھوں کے سامنے نہیں ہیں یا یہ اپنی آزادی اور مطلق العنانی کی آرزوؤں کو علومِ طبیعی کے زیرِ حمایت پورا کرنا چاہتے ہیں گستاخی معاف ہمارے نزدیک اس طرح کے افراد نہ فلسفی ہیں اور نہ علومِ طبیعی کے ماہر فلسفی اس لیے نہیں ہیں کہ یہ علومِ حسی و تجربی کے علاوہ کسی چیز کے متعلق غور و فکر نہیں کرتے ہیں۔ علومِ طبیعی کے ماہر اس واسطے نہیں کہ یہ ان کے بارے میں ایسے بے سرو پا دعوے کرتے ہیں جنھیں خود علومِ طبیعی ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

مسئلہ وحی اور اس قبیل کے دوسرے تمام مسائل کی بابت اس طبقہ کے نقطۂ نظر کا نچوڑ یہ ہے:۔

"جب تک کوئی بات علومِ طبیعی کے راستہ سے نہ ثابت ہو وہ قابلِ قبول نہیں ہے۔"

ہم بھی اس گروہ کے نظریہ کے سو فیصدی موافق ہیں لیکن دو شرطوں کے ساتھ:۔

اوّل یہ کہ ان کا فیصلہ ایسی چیزوں کے متعلق یقیناً صحیح ہے جو مادہ اور عالمِ طبیعت سے مربوط ہوں۔ ہمیں اقرار ہے کہ جدید علوم کی نگاہ بڑی تیز ہے۔ ان کے پاس بڑے کامیاب وسائل موجود ہیں لیکن بدیہی بات ہے کہ اس کے باوجود اپنے حدود سے باہر قدم نہیں رکھ سکتے۔

علومِ طبیعی کی عمارت احساس، آزمائش اور مشاہدہ کے پایوں پر بلند ہوتی ہے۔ ان کے وسائل خورد بینیں، دوربینیں اور تجربہ گاہیں ہیں۔ ایسی صورت میں یہ کہاں ممکن ہے کہ علوم

طبیعی ایسے امور کے متعلق کوئی فیصلہ کریں جو عالمِ مادہ کے حدود سے باہر ہیں - ماوراء الطبیعۃ چیزوں کا مشاہدہ خورد بینوں اور دور بینوں کے ذریعے نہیں ہو سکتا۔ انھیں آزمائش گاہوں کی میزوں پر نہیں رکھا جا سکتا۔

دوم - یہ کہ علوم طبیعی کے ارتقا، و تکامل کی رفتار اپنے انتہائی نقطۂ سرعت تک پہنچنے کے بعد رک جائے - تمام رموز و اسرار علوم طبیعی بے نقاب کر دیں، تمام گتھیوں کو ان کے تیز ناخون سلجھا دیں - جہالت اور ناواقفیت کا کوئی قلعہ ان کے سامنے ایسا نہ ہو جسے انھوں نے فتح نہ کر لیا ہو - بے اطلاعی اور بے خبری کا کوئی ایسا مورچہ نہ ہو جس پر ان کی کامیابی کا جھنڈا نہ لہرا رہا ہو لیکن جب تک علوم طبیعی ترقی کے راستہ پر گامزن ہیں جب تک دنیا کے بڑے بڑے محققین تجربہ گاہوں اور کتب خانوں میں مطالعہ اور آزمائش میں مصروف ہیں جب تک ہر طرف تازہ انکشافات کے لیے تلاش و کوشش ہو رہی ہے ہم اس روشن خیال طبقہ کے قدموں میں ہتھیار ڈالنے والے نہیں ہیں۔

صاف لفظوں میں کیوں نہ کہا جائے کہ اگر کوئی شخص موجودہ حالات میں یہ کہے کہ "جدید علوم سے جو باتیں ثابت نہیں ہوئی ہیں انھیں ہم نہیں مانتے۔" تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تمام تجربہ گاہوں کے دروازے بند کر کے ان میں قفل لگا دیے جائیں - اس کے معنی یہ ہوں گے کہ محققین و مکتشفین اس پُر اسرار دنیا کے جدید ترین رموز تک پہنچنے کے لیے جو کوششیں کر رہے ہیں وہ احمقانہ اور فضول ہیں کیونکہ یقیناً ان کی تلاش و جستجو کا مرکز ایسی چیزیں ہیں جنھیں ہرگز علوم طبیعی نے ثابت نہیں کیا ہے۔

توجہ کے قابل یہ نکتہ ہے کہ علوم طبیعی کی کوششیں ایک طرف اگر ہمارے لیے کسی نئی حقیقت کا انکشاف کرتی ہیں تو اسی کے ہمراہ تازہ بتازہ مجہولات کی ایک طویل لائن ہمارے سامنے قائم کر دیتی ہیں - مثلاً مشہور ماہر علم کیمیا لوئس پیسچر LOUIS PASTEUR نے جس وقت تک حیوانات ذرہ بینی کی وسیع دنیا کا انکشاف نہیں کیا تھا ہمارے سامنے اس سلسلہ میں صرف ایک مجہول تھا۔ لیکن اس انکشاف کے بعد ہمارے مجہولات کی تعداد ایک سے بڑھ کر سیکڑوں تک پہنچ گئی - ہمارے مجہولات کی فہرست میں جراثیم کے مختلف انواع و اقسام ہیں - ان کی جسمانی ساخت ہے، اپنی خوراک حاصل کرنے کے لیے ان کا طرز کار ہے - تولید مثل کے سلسلہ میں ان کا مخصوص اسلوب ہے - ان کی پیدائش اور افزائش کی راہیں ہیں - ان کے فنا اور نیست و نابود کرنے کے طریقے ہیں۔

اس حقیقت کے واضح ہونے کے بعد کہا جا سکتا ہے کہ جتنے جتنے ہم علوم و فنون کے میدان میں آگے بڑھ رہے ہیں ہماری جہالتوں کے ذخیرہ میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے - یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ بعض لوگ کیوں اس انتہائی نمایاں حقیقت سے آنکھیں بند کیے ہوئے ہیں، نہ جانے وہ کس لیے انسان کے موجودہ معلومات کے بارے میں ایسے بے شمار مسائل کے باوجود جنھیں علوم طبیعی حل نہیں کر سکے ہیں غیر معمولی مبالغہ آمیزی سے کام لیتے ہیں - شاید ان کے زعم میں علم کی یہ بہت بڑی خدمت ہو حالانکہ وہ اپنے اس غیر عاقلانہ عمل سے سنجیدہ لوگوں کی نظر میں جدید علوم و فنون کی قدر و منزلت کو گھٹا رہے ہیں۔

بے شک مسائل ماوراء الطبیعۃ کا سر کچلنے کے لیے سترھویں اور اٹھارھویں صدی میں علم کا حربہ کافی مفید تھا لیکن اس دور میں اس کا استعمال بالکل فضول اور بیکار ہے - جو لوگ اس راستہ سے اپنی غیر منطقی اور نا معقول باتوں کو عوام کے

RekhtaDownload.com
www.khwajalateefansari.com

ذہن نشین کرنا چاہتے ہیں وہ ہرگز اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے کیونکہ مدتیں گذریں کہ یہ حربہ زنگ خوردہ ہو چکا ہے کسی زمانے میں ضرور اس پر کافی باڑھ تھی لیکن اب اس کی دھار کند ہو چکی ہے۔ اس دور میں اس حربہ سے غلط فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔

مشہور مثل ہے کہ کبھی گاڑی ناؤ پر اور کبھی ناؤ گاڑی پر ایک زمانہ تھا کہ حامیان کلیسا مسیحیت کے نام نہاد رہنما ہر تازہ علمی انکشاف کا سر "کتب مقدسہ" کے ہتھوڑے سے کچلا کرتے تھے۔ ان کے فرمان سے علوم طبیعی کے ماہرین کو حقائق مذہب سے بغاوت کے جرم میں عبرتناک سزائیں دی جاتی تھیں، جیل میں ڈالا جاتا تھا یا موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا تھا۔ اس کے بالمقابل آج کل علوم طبیعی کے ماہرین کا ایک طبقہ خواہش مند ہے کہ ہر غیر مادی مسئلہ کا علم کے ہتھیار سے خاتمہ کر دیا جائے۔ وہ شاید اس تکفیر علمی کے ذریعہ کلیسا کی نامعقول اور غیر معتدل ظالمانہ روش کا انتقام لینا چاہتے ہیں۔

صاف اور دھندلی تصویریں

ہم نے شروع میں ایک سوال قائم کیا تھا کہ آیا یہ ممکن ہے کہ ایک انسان خداوند عالم کی ذات سے رابطہ پیدا کر کے غیر معمولی حقائق و معارف کا علم و یقین اس راستہ سے حاصل کرے؟

اس سوال کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ ہاں ایسا قطعاً ممکن ہے۔ فلسفہ اور علوم طبیعی اس قسم کے ارتباط کو محال نہیں قرار دیتے۔ کسی چھوٹی سے چھوٹی دلیل سے یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ خدا کی ذات واجب الوجود سے کسی انسان کا رابطہ قائم کر کے حقائق و معارف حاصل کرنا غیر ممکن ہے۔
آئندہ یہ بتایا جائے گا کہ ہم انسانوں کا کیا ذکر۔ ہم سے پست تر جانوروں میں ایسے پُر اسرار ادراکات و احساسات نظر آتے ہیں جن کے تفصیلی کیفیات سے نہ صرف ہم ناواقف ہیں بلکہ تمام دنیا کے صاحبان عقل و علم ان سے بے خبر ہیں۔ یہ بے خبری مسلم لیکن اس رابطہ کے تفاصیل سے ناواقفیت کا ہرگز یہ تقاضا نہیں ہے کہ ہم مجملاً اس کے موجود ہونے کا اقرار نہ کریں۔ اس طول و عریض دنیا میں بے شمار ایسی چیزیں ہیں کہ ان کے متعلق ہم صرف اجمالاً اتنا جانتے ہیں کہ وہ موجود ہیں لیکن ان کی حقیقت اور ماہیت کا تفصیلی علم ہمیں نہیں ہے۔ روح، زندگی، عقل، قوت جاذبہ، بجلی کی طاقت اور ان کے علاوہ نہ جانے کتنی ایسی چیزیں ہیں جن سے رات دن ہمارا سابقہ ہے۔ جن کی بنیاد پر ہماری زندگی کی عمارت بلند ہوئی ہے۔ مگر اس کے باوجود ان کی تفصیلی حقیقت سے ہم مکمل طور سے مطلع نہیں ہیں۔

اس مقام پر صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہمیں اپنے ظاہری و باطنی حواس کی کھوج کرنے کے بعد اپنے سراپائے وجود میں کوئی ایسی قوت نظر نہیں آتی جو ہمارے اور ذات واجب الوجود کے درمیان ایسا رابطہ قائم کر سکے جس کے سہارے سے ہم حقائق کائنات پر مطلع ہو سکیں۔ اس طرح کے رابطہ کا ہم تصور تک نہیں کر سکتے۔ ایسی صورت میں ہم یہ کیونکر باور کر سکتے ہیں کہ ہم اس قسم کا رابطہ خداوند عالم کی ذات سے نہ قائم کر سکیں اور کوئی دوسری ہستی قائم کر سکے؟

یہ بات اگرچہ کہی جا سکتی ہے اور کہی گئی ہے لیکن ہماری نظر میں انتہائی عجیب و غریب ہے۔ مانا کہ اس طرح کا رابطہ ہم میں سے کسی کی ذات میں نہیں پایا جاتا لیکن ہماری ذات میں اس کا نہ موجود ہونا اس کی کیونکر دلیل ہے کہ کسی دوسری ہستی میں بھی وہ موجود نہیں ہے۔ ہمیں اقرار ہے کہ ہم اس کا تفصیلی تصور نہیں کر سکتے لیکن تصور تفصیلی سے عاجزی کا ہرگز یہ تقاضا نہیں ہے کہ ہم اس کے

www.khwajalateefansari.com

تصورِ اجمالی سے بھی قاصر ہوں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر چند مثالیں دیکر مطلب کی کچھ وضاحت کر دی جائے:۔

۱۔ فرض کیجئے کہ مادر زاد اندھوں کے شہر میں ایک صحیح و سالم شخص ہو جو اپنی آنکھوں کی مدد سے ہر چیز کو دیکھ سکتا ہو، بے شک ان اندھوں کو حق ہے کہ وہ اس صحیح و سالم شخص کے وسیع اطلاعات کو سن کر حیرت و تعجب کا اظہار کریں۔ اور نتیجتاً ان کے لیے اس شخص کی یہ مخصوص قوت ایک معمہ اور پر اسرار چیز بن جائے۔

یقیناً ان اندھوں کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اس قسم کی طاقت کی موجودگی کا سرے سے انکار کر دیں۔ یہ بھی وہ لوگ حق نہیں رکھتے کہ اس قوت کے اجمالی تصور سے عاجزی کا اظہار کریں۔ اس امر کا ان کو اس لیے حق حاصل نہیں ہے کہ اس پُر اسرار قوت کے آثار ان کے علم میں ہیں۔ اس صحیح و سالم شخص کے وسیع اطلاعات پکار پکار کر کہ رہے ہیں کہ اس کی ذات میں ضرور کوئی مخصوص طاقت موجود ہے۔ بے شک ان مادر زاد اندھوں کے صفحاتِ ذہن پر اس حسِ بینائی کی ایک انتہائی دھندلی تصویر ابھرے گی۔ وہ یوں کہیں گے کہ بینائی ایک پُر اسرار قوت ہے جو اپنے مالک کو بہت سی چیزوں سے واقف اور مطلع بنا دیتی ہے۔ یونہی مادر زاد بہرا یہ نہیں سمجھ سکتا کہ امواج صوتی اعصاب شنوائی پر کیا اثر ڈالتے ہیں لیکن وہ اتنا ضرور سمجھ سکتا ہے کہ صحیح و سالم اشخاص اور خارجی دنیا کے درمیان ایک پُر اسرار رابطہ ضرور قائم ہوتا ہے جس سے میں محروم ہوں۔ اس طرح حسِ سماعت کی ایک مبہم اور نیم تاریک تصویر اس مادر زاد بہرے کے ذہن میں ضرور منقش ہوگی۔

رفیق رضوی کراچی

قطعات

(۱)

علیٔ مرتضیٰ کو جانشینِ مصطفٰےؐ کہنا
گراں دنیا پہ گزرا آئینے کو آئینہ کہنا
فقط دو مقصدِ ہستی ہم اہلِ بزم رکھتے ہیں
مئے حبِّ علیؑ پینا، حدیثِ کربلا کہنا

(۲)

ہم سے یہ کہہ رہے ہو علیؑ کو نہ ڈھونڈا
تنگ آ چکے جواب ہے ہم بار بار کے
حیدرؑ مدد کیواسطے آتے ہیں یا نہیں
تم کو بھی ہے قسم جو نہ دیکھو پکار کے

(۳)

بڑھتا ہے مئے حبِّ محمدؐ کی طلب میں
دل سوئے نجف اور قدم سوئے مدینہ
اے ذاکرِ پیغمبرِ حق، ذکرِ علیؑ کر!
منزل پہ پہنچنا ہے تو چل زینہ بہ زینہ۔

خلش پیرِ اصحابی

صراطِ حق

صراطِ عشق و وفا مل گئی زمانے کو — دعائیں دے شہِ لولاکؐ کے گھرانے کو
مٹا سکا نہ زمانہ مرے فسانے کو — بڑے بڑے ستم آرا اُٹھے مٹانے کو
کبھی جو عزتِ انسانیت پہ وقت آیا — نبیؐ کے لال اُٹھے آبرو بچانے کو
بھٹک گیا تھا رہِ حق سے کاروانِ حجاز — اگر نہ آتے نبی زادے رہ دکھانے کو
صدا یہ مادرِ اصغر کی آتی ہے اب بھی — گئے تھے جھولے سے کیا رَن میں تیر کھانے کو
زمینِ گرم پہ جاں دے کے سو گئے اصغر — چلے تھے ملّتِ ناکام کے جگانے کو
ہر ایک چشم ہے گریاں ہر ایک دل بیتاب — بھُلا سکا نہ جہاں آپ کے فسانے کو
پلٹ کے نہر سے پیاسے ہی آ گئے عباسؑ — رہے گی یاد یہ طرزِ وفا زمانے کو

یہ کیسے مردِ مُسلماں تھے کربلا میں خلش
لگا دی آگ شہِ دیںؑ کے آستانے کو

www.khwajalateefansari.com
Rekhta Download.com

سید علی اختر رضوی گوپالپوری

شہیدِ ثالث

اے قتیلِ رہِ حق، گلشنِ ایماں کی پھبن
ہدفِ ناوکِ ہر جور، شہادت کی کرن

تیرے افکار کے شعلوں میں وہ حدت تھی کہ بس
آج بھی جس میں جھلستے ہیں منافق کے بدن

یہ حقیقت ہے کہ اصحابِ حسینی میں ہے تو
موت کے بعد بھی سنتے ہیں کہ پایا نہ کفن

صرف یہ جرم کہ آوازۂ حق عام کیا
نخوتِ کفر نے جاری کیا، فرمانِ بزن

ظلم احساسِ خطا کرتے بھی شرماتا ہے
رعبِ تخئیل سے لرزاں ہے تشدد کا چلن

تیرے اک واقعۂ قتل نے اے نورِ اللہ
ڈالدی عدلِ جہانگیر پہ مکروہ شکن

تجھ میں دیکھا ہے مودت کی حرارت کا کمال
مسکراہٹ سے تھے انگشت بدنداں دشمن

حق کی توسیع و اشاعت تری وجہِ تخلیق
تو کہ تھا دل سے فدا حق پہ بہمہ تن من دھن

یہ تو غیروں کے تڑپنے سے ہوا کچھ معلوم
ہمیں محسوس ہو کیسے ترے نشتر کی چبھن

جرأتِ فکر کی مظہر تری احقاق الحق
اور مجالس ہے تسنن کی زباں پر قدغن

چار جانب عصبیت کی کڑی دھوپ میں تھی
تو نے تبلیغ محبت کی بآئینِ حسن

آگرے! حشر میں اس خوں کی گواہی دینا
یہ امانت ہے تری گود میں اے رودِ جمن

عازم رضوی حیدرآباد دکن

اسلام کی شہزادیاں

شبیرؑ کے اسوہ کی قسم زینبؑ و کلثومؑ — تم سے ہے شریعت کا بھرم زینبؑ و کلثومؑ

ہو واقفِ اسرارِ قدم زینبؑ و کلثومؑ — مفہومِ رسالت کی قسم زینبؑ و کلثومؑ

تم نے روشِ حکمِ شریعت کو سنوارا — صورت گرِ تزئینِ ارم زینبؑ و کلثومؑ

افکار تمہارے ہی تھے سی پارۂ ہمت — حیدرؑ کی شجاعت کی قسم زینبؑ و کلثومؑ

یاد آئے گی عباسؑ کے اسوہ سے تمہاری — عباسؑ کا جیب تک ہے علم زینبؑ و کلثومؑ

دربار میں دشمن کے لیے لفظ تمہارے — تلوار تھے یا جرعۂ سم زینبؑ و کلثومؑ

اک سجدۂ تعظیم کی حسرت ہے جبیں کو — مل جائیں اگر نقشِ قدم زینبؑ و کلثومؑ

ہر رُخ سے ہو انوارِ الٰہی کی تجلی — تم نورِ امامت ہو بہم زینبؑ و کلثومؑ

دربار میں خطبہ کو زباں کھولی ہے جس وقت — رک رک گئے تھے سینوں میں دم زینبؑ و کلثومؑ

کچھ ظرف اگر ہے تو نہ بھولے گا زمانہ — ایماں کے تحفظ کا کرم زینبؑ و کلثومؑ

اک نور کا مینار ہے سیرت کی تجلی — سکتے میں ہے تاریخِ اُمم زینبؑ و کلثومؑ

سر عازمِ محزوں کا ہے اور آپ کی چوکھٹ
اس پر بھی رہے لطف و کرم زینبؑ و کلثومؑ

ابن صدر الملۃ نوگانوی
مدرسۂ عالیہ جعفریہ نوگانوہ مرادآباد۔ ہند

ہمارے بچے

اچھے بھائی بہنو!

میں آپ کی خدمت میں پہلی مرتبہ حاضر ہو کر ننھا مُنّا سلام اور دعاؤں کا تحفہ پیش کر رہا ہوں اور ساتھ میں مذہبی معلومات کے ذخیرہ کا ہدیہ بھی ہے۔ جس طرح ہمیں جسمانی زندگی اور صحت قائم رکھنے کے لیے خوراک کی ضرورت ہے اور اگر وہ ہمیں نہ ملے تو ہمارا جسم باقی نہیں رہ سکتا، اسی طرح رُوح کی پاکیزگی اور اس کی صحیح حیات کے لیے مذہبی معلومات کی ضرورت ہے لہٰذا میں یہ کوشش کروں گا کہ یہ سلسلہ جاری رکھوں۔

(آپ کا بھائی)

بہلول دانا

وہب بن عمرو نام، بہلول لقب۔ آپ جناب عباس جناب رسالتمآب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کی نسل سے تھے۔ آپ کو نادان دیوانہ اور ہوشیار دانا کہا کرتے تھے۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی شاگردی کا شرف آپ کو حاصل تھا۔ امام کے زمانہ میں حکومت عباسی بادشاہوں کے ہاتھ میں تھی۔ حاکمِ وقت نے امام کی مرجعیت کو شبہ کی نظر سے دیکھا اور آپ پر خروج کا الزام لگا کر آپ کے بہت سے ہمدردوں کے قتل کا حکم لگا دیا۔ بہلول بھی آپ کے خواص میں سے تھے۔ لہٰذا اس امر میں امامؑ سے مشورہ کے طالب ہوئے اور حکمِ امامؑ سے بہلول نے اپنے آپ کو دیوانے جیسا بنا لیا تاکہ حاکمِ وقت کے شر سے محفوظ رہیں۔

ہارون رشید بادشاہ آپ کے بنی اعمام میں سے تھا اور ان کے حالات سے بھی کچھ واقفیت رکھتا تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ بہلول دیوانہ ہو نہیں گئے بلکہ بن گئے ہیں اور اپنے دین کو جنون کی سپر سے بچائے ہوئے ہیں۔

آپ نے ایسے نازک دور میں بھی مذہب کی اشاعت اور حمایتِ آلِ محمدؐ میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ اور برابر ہدایت کرتے رہے۔ آپ نہایت ظریف ذکی، ذہین اور فہیم تھے، تمام سوالات کے جوابات عقل کی روشنی میں ایسے مسکت اور دندان شکن فرماتے تھے کہ مدِمقابل کو جائے دم زدن نہ رہتی تھی۔ آپ کی ذکاوت اور ذہانت کے سیکڑوں واقعات ہیں جو ہمارے لیے باعثِ نصیحت اور سبقِ عبرت ہیں۔

چند نصیحت آمیز واقعات تحریر کیے جاتے ہیں:۔

۱۔ مالدار اور غریب

ایک روز بہلول دو انسانی کھوپڑیوں کو اپنے سامنے رکھے غور سے دیکھ رہے تھے تو ہارون رشید نے آپ کو اس حال میں دیکھ کر سوال کیا :۔

ہارون رشید۔ بہلول کیا سوچ رہے ہو؟

بہلول۔ ان دو کھوپڑیوں میں سے ایک تو میرے باپ کی ہے اور دوسری تیرے باپ کی۔ میرا باپ فقیر تھا اور تیرا باپ تاج شاہی کا مالک۔ اب غور کر رہا ہوں کہ مرنے کے بعد ان میں کیا فرق رہ گیا۔

بہلول نے ہارون رشید کے سوئے ہوئے احساسات کو زبردست طریقے سے جھنجھوڑ کر اس طرف متوجہ کیا کہ رعایا اور تم میں یہ چند روزہ دنیاوی فرق ہے۔ تمھیں چاہیے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اس لیے کہ اس خدا، متعال کے سامنے تم میں اور رعایا میں کوئی فرق نہ ہوگا۔

۲۔ قصرِ شاہی

ایک روز بہلول ہارون رشید کے پاس گئے ہارون اپنے بلند و بالا قصر میں بیٹھا تھا (جو نہایت اہتمام سے بنوایا گیا تھا) ہارون رشید نے بہلول سے درخواست کی :۔

ہارون۔ اس قصر کی دیوار پر کوئی چیز لکھ دیجیے۔

بہلول۔ (ایک کوئلہ اٹھا کر اس پر لکھ دیا) ۱۔ رفعت الطین و وضعت الدین۔ ۲۔ رفعت الجص و وضعت النص فان کان من مالك فقد اسرفت واللہ لا یحب المسرفین وان کان من مالِ غیرك فقد ظلمت واللہ لا یحب الظالمین۔

"تم نے مٹی ایسی چیز کو اتنی بلندی دی مگر دین کو بالکل ترک کر دیا۔ سرخی اور چونے کو اتنا بڑھایا مگر احکام خدا و رسولؐ کو بالکل ضائع کر دیا۔ پس اگر یہ عمارت تمھارے مال سے بنی ہے تو تم نے اسراف کیا اور خدا اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور اگر تم نے دوسروں (یعنی رعایا کے مال سے بنایا ہے تو ان لوگوں پر ظلم کیا اور ظلم کرنے والوں کو بھی خدا پسند نہیں کرتا"۔

بہلول ہارون الرشید کو توجہ دلا رہے تھے کہ دیکھو یہ بلند و بالا عمارت کسی باشرف انسان کے لیے زیبا نہیں بلکہ انسان کا مقام اس سے کہیں بلند ہے۔ انسان کو چاہیے کہ جوارِ حق میں مکان بنائے اور توجہاتِ احدیت کے زیر سایہ رہے۔ انسان کی منزل اور اس کا قصر بہشتِ بریں ہے۔

یہ قصر جس مال سے بنوایا گیا ہے اس کا مصرف صحیح نہیں ہے لہٰذا خداوندِ عالم کے روبرو اس کی باز پرس کی جائے گی۔

دینیات (پانچ حصص) ہماری شائع کردہ دینیات آپکے بچوں کی دینی تربیت کے لیے بہترین مددگار ثابت ہوگی۔ بچوں کے لیے یہ حسین تحفہ آج ہی خریدیے مکتبۂ امامیہ پاک نگر اکرم روڈ لاہور

www.khwajalateefansari.com RekhtaDownload.com

مولانا غلام رسول کچھی

صفحۂ مومنات

مومنات سے استدعا ہے کہ اس صفحے کے لیے مضامین ارسال فرمائیں
(مدیر)

حضرت فاطمۃ الزہراؑ کے اوصاف

فاطمۃ الزہرا کا مقام و رفعت، درجات و صفات عدیم النظیر ہیں۔ سیدۃ النساء العالمین کا خطاب بالقاب مسلّم انکار کی رو سے مسلمہ حقیقت ہے۔ وہ خاتونِ معظمہ محورِ امامت، مرکزِ انسانیت اور کمالِ بشریت پر فائز ہیں۔ کل خواتین عالم کے لیے نمونۂ عمل ہیں۔

بقول جناب رسالتمآبؐ "فاطمہ میرا ٹکڑا ہے۔"

چونکہ رسالتمآبؐ نبوت کے آخری اور اعلیٰ درجہ پر متعین ہیں۔ لہٰذا جناب فاطمۃ الزہراؑ بھی نبوت کا ایک پہلو ہیں اگر عورتوں کے لیے نمونۂ عمل کی کمی رہتی تو جناب محمد مصطفےٰ کبھی خاتم النبیین کے لقب سے ملقب نہیں ہو سکتے تھے۔ اکمالِ دین، اتمامِ نعمت نہ ارتضائے اسلام ہوتا۔

المودۃ القربیٰ میں لکھا ہے کہ جب خداوند عالم نے آدمؑ اور حواؑ کو معرضِ وجود میں لایا تو وہ نازاں اور تفخر کرتے تھے، کہ ان سے زیادہ خوبصورت کوئی نہیں۔ لیکن بہشت میں ایک خوبصورت نوری وجاہت و تشکل و شباہت کی شہزادی کونین پر اچانک نظر پڑی جس کے سر پر چمکتا ہوا تاج اور درخشاں گوشوارے کانوں میں مزین تھے۔ آدم علیہ السلام اور حوا نے اللہ سے دریافت کیا، تو خداوندِ عالم نے بتایا کہ یہ جناب فاطمۃ الزہرا سیدۃ النساء العالمین ہیں۔ تاج جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب اسد اللہ الغالبؑ ہیں اور آویزے جناب حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ یہ خاتون مکرمہ باعث کمالِ نبوت و محورِ امامت ہیں۔

علی مرتضیٰؑ کا ارشادِ گرامی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ فاطمہ مخدرۂ عصمت ہیں اس لیے اللہ نے اسے اور اسکی آلؑ و ذریت کو نار سے محفوظ رکھا۔

رسول اکرمؐ کی روایت ہے کہ فاطمہؑ کا نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ اسکو اور آپکے پیروکار مطیع و منقاد کو آتشِ جہنم سے بچا لیا گیا ہے۔

ابی بریدۃ الاسلامی اسلمی بیان کرتا ہے کہ فاطمۃ الزہرا امتِ مسلمہ کی عورتوں کی سردار اس طرح ہیں جیسے مریم بنت عمران بنو اسرائیل کی عورتوں کی سردار ہے۔

حضرت عائشہ راوی ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ فاطمہ اتنی عزیزہ ہیں کہ جس نے فاطمہؑ کو ناراض کیا گویا اس نے مجھے ناراض کیا جس نے فاطمہؑ کو اذیت پہنچائی اس نے مجھے اذیت پہنچائی۔

رسولِ خدا نے فرمایا بالتحقیق فاطمہ بتول ہیں چونکہ اس خاتونِ معظمہ کی طہارت و عصمت اس درجۂ کمال پر تھی کہ ہر قسم کے نجاست و ظلمت و آلودگی اور عام عورتوں کی حالت سے بری و منزہ تھیں۔ علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری دختر فاطمہ ایک خون آلودہ ردا ہاتھ میں لیے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر فریاد کریگی کہ میری نسل کے کشتہ ہونے کا فیصلہ کر

www.khwajalateefansari.com
RekhtaDownload.com

بلا تبصرہ

حادثۂ کربلا کا ذمہ وار

امیر معاویہ نے اپنی زندگی میں یزید کو خلیفہ مقرر کر کے بیعت لینی شروع کر دی تھی۔ اس لیے اس حادثہ کی تمام تر ذمہ داری اس پر (معاویہ پر) عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ انھیں یزید کے بارے میں سب کچھ علم تھا کہ وہ فاسق و فاجر ہے، شرابی کبابی ہے غرضیکہ تمام عیوب کا مرقع ہے اور اسلام سے اسے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ ان تمام باتوں کا علم ہوتے ہوئے بھی انھوں نے یزید کو خلیفہ نامزد کیا۔

(اداریہ ماہنامہ "الفقر" سیالکوٹ ماہ جون ۱۹۶۴ء ص ۱۳)

خاندانِ حسنین علیہم السلام کی فضیلت

حضرت حسنؓ و حسینؓ کی عظمت و بڑائی کا پتہ عہدِ فاروقی میں اس طرح ملتا ہے کہ فتوحات کا مالِ غنیمت مدینہ منورہ پہنچا تو حضرت عمر فاروق نے حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کو ہزار ہزار درہم دیے اور حضرت امام حسینؓ کو ان کے نکاح میں ایران کی شہزادی شہر بانو بھی عطا ہوئیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر کو جو امیر المومنین کے بیٹے ہیں صرف پانچسو درہم ملے۔ انھوں نے شکایت کی تو حضرت عمر نے فرمایا تمھارا اور ان کا کیا مقابلہ۔ ان کا نانا تمھارے نانا سے بہتر، ان کی نانی تمھاری نانی سے بہتر، ان کی ماں تمھاری ماں سے بہتر وغیرہ۔ پھر کیا تم ایسا خاندان لا سکتے ہو؟ (ماہنامہ "الفقر" سیالکوٹ ماہ جون ۱۹۶۴ء ص ۲۴)

جنابِ فاطمۃ الزہراؑ کی ناراضگی

جب حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے لوگوں کی آوازیں سنیں تو بلند آواز سے کہا:۔

"اے ابا جان! ہم نے آپ کے بعد ابنِ خطاب اور ابو قحافہ کے ہاتھوں بہت تکلیفیں اٹھائیں۔"

جب لوگوں نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے رونے چلانے کی آواز سنی تو وہ بھی روتے ہوئے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ حضرت عمر کو بھی رنج ہوا۔ اور آپ نے حضرت ابوبکر صدیق سے کہا۔ "ہم نے فاطمہؑ کو ناراض کر دیا ہے ہمیں انھیں منانے کی کوشش کرنی چاہیے۔"

لیکن حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے انکی طرف سے منہ پھیر کر دیوار کی طرف کر لیا۔ انھوں نے سلام کیا لیکن جواب نہ ملا۔ اس پر حضرت ابوبکر بولے۔ "اے رسول اللہؐ کی بیٹی! واللہ رسول اللہؐ کے عزیز مجھے اپنے عزیزوں سے پیارے ہیں، آپ مجھے میری بیٹی عائشہ سے زیادہ محبوب ہیں۔ میری خواہش تھی کہ جس روز رسول اللہؐ کا انتقال ہوا میں بھی اسی روز مر جاتا۔ اور انکے بعد زندہ نہ رہتا۔ کیا آپ دیکھتی نہیں کہ مجھے آپکے فضل و شرف کا اعتراف ہے۔ آپ سمجھتی ہیں کہ میں نے آپکا حق غصب کیا ہے اور آپکو رسول اللہ کی میراث سے محروم کر دیا ہے؟ واللہ میں نے رسول اللہ کو کہتے سنا ہے:۔

"ہمارا کوئی وارث نہ ہوگا، ہم اپنے پیچھے جو کچھ چھوڑیں گے وہ صدقہ ہوگا۔"

حضرت فاطمہؑ نے کہا:۔

"اگر میں تمھیں رسول اللہؐ کی حدیث سناؤں تو کیا اسے سچ جانو گے؟"

دونوں نے جواب دیا۔ "یقیناً"

(باقی برصفحہ ۳۲)

اطلاعات

گوجر خاں میں امامیہ مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

۱۵ر شعبان المعظم کو گوجر خاں میں حکیم سید تجمل حسین صاحب گوھی شاہی لاہور نے بسلسلۂ ولادت صاحب العصر والزماں امامؑ اور فضائل شب قدر پر ایک بصیرت افروز تقریر کی اور امامیہ مشن پاکستان کے مقاصد سے لوگوں کو روشناس کرایا۔

خبر ہائے غم

سید حسین محمد نقوی، جو سید آل محمد نقوی (محلہ شاہ ولایت امروہہ ضلع مراد آباد) کے ہونہار فرزند تھے چھبیسویں سال کے آغاز میں ضعیف والدین کو داغ مفارقت دے گئے مرحوم ۲۶ نومبر ۶۶ء کو شام کے تین بجے گمبٹ شہر سے گمبٹ اسٹیشن کی طرف جیپ کار میں آ رہے تھے کہ غرقِ آب ہو گئے۔ آپ کی لاش ۴ر دسمبر ۶۶ء کو گمبٹ شہر سے ۲۵ میل دور داہن نہر سے ملی۔ غسل وکفن کا کام گمبٹ شہر کی کربلا میں انجام پایا اور مہاجرین کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیے گئے۔ ہمیں مرحوم کے والد آل محمد نقوی اور مرحوم کے نانا ادیب اعظم سید ظفر حسن صاحب امروہوی سے دلی ہمدردی ہے اور اس صدمۂ جانکاہ میں ہم ان کے برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ معصومینؑ میں جگہ عنایت فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔

آہ! ملک اللہ یار بوسن

ہم نے یہ خبر انتہائی رنج و غم کے ساتھ سنی کہ ملک اللہ یار بوسن رئیس اعظم ملتان نے اس سرائے فانی سے عالمِ باقی کی طرف کوچ فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم مومن مخلص، مخیر اور زبردست عزادار سید الشہداء تھے۔ مدرسہ مخزن علوم جعفریہ شیعہ میانی کی امداد و اعانت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ سید الشہداء میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کرامت فرمائے۔ مومنین کرام سورۂ فاتحہ مرحوم کی روح کو ایصالِ ثواب فرمائیں۔

سید آغا حیدر عابدی، اردوہڑی کی والدہ محترمہ، ۱۹ر دسمبر ۶۶ء بروز دوشنبہ انتقال فرما گئیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جوارِ سیدہؑ میں جگہ کرامت فرمائے۔ مومنین، مرحومہ کی روح کو ایصالِ ثواب کے لیے سورۂ فاتحہ تلاوت فرمائیں۔

عالیجناب تصدق حسین صاحب صدق جائسی نے ۲۰ر رمضان المبارک اس دنیائے فانی کو خیرباد کہا۔ ہمیں مرحوم کی دخترِ نیک اختر سے دلی ہمدردی ہے۔ مومنین سے سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے لیے التماس ہے۔ (ادارہ)

چندہ جات مطلوب ہیں

اپریل ۶۶ء تا مارچ ۶۷ء کے درمیانی عرصہ کے ممبر حضرات کی چونکہ ایک طویل فہرست بنتی ہے۔ لہذا فرداً فرداً اسمائے گرامی لکھ کر چندہ طلب کرنا ممکن نہیں۔ براہِ کرم اپریل ۶۶ء تا مارچ ۶۷ء کا چندہ سالانہ مبلغ پانچ روپے بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ وی۔ پی کا انتظار نہ کیا کریں۔ کیونکہ وی۔ پی چھڑانے پر آپ کو بجائے ۳۰ پیسے کے ۸۳ پیسے ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اور اگر آپ کسی وجہ سے گھر پر موجود نہ ہوں تو وی۔ پی کی واپسی قومی نقصان کا موجب بنتی ہے۔ یاد رہے کہ ہر سال وی۔ پی کی واپسی کی وجہ سے اوسطاً ایک ہزار روپیہ کا نقصان ہوتا ہے جو کہ ادارہ کو برداشت کرنا پڑتا ہے قومی روپیہ کی بچت آپ کا ذاتی فریضہ ہے اور قومی ادارہ کا نقصان آپکا اپنا نقصان ہے۔ تمام رقوم مینجنگ ٹرسٹی امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ لاہور کے نام بذریعہ منی آرڈر یا بذریعہ ڈرافٹ ارسال کریں۔ چیک نہ بھیجا کریں کیونکہ چیک کی صورت میں ایک روپیہ بنک چارجز ادا کرنا پڑتا ہے۔ چیک عموماً تاخیر سے ملتے ہیں اور بعض چیک کسی خاص وجہ سے DIS HONOUR بھی ہو جاتے ہیں۔

احتیاط۔ منی آرڈر کرتے وقت منی آرڈر کو احتیاط سے پُر کیا کریں۔ بعض حضرات اپنا پتہ ہی تحریر نہیں کرتے اور منی آرڈر بھیج دیتے ہیں منی آرڈر کوپن پر نام و پتہ خوشخط اور ممبری نمبر ضرور لکھا کریں۔ اگر کسی تبدیل شدہ پتے سے منی آرڈر ارسال کریں تو بھی منی آرڈر کوپن پر وضاحت کر دیا کریں تاکہ غلطی کا امکان نہ رہے اور ساتھ ہی پتہ تبدیل کرنے کی تاکید کر دیا کریں۔ یاد رہے۔ کہ جب تک آپ تبدیلی پتہ کے متعلق تحریر نہ فرمائیں ہم ازخود پتہ تبدیل نہیں کرتے۔

اکاؤنٹنٹ مشن

عظمتِ انساں معہ مقدمہ جدید فنِ مرثیہ نگاری (زیرِ طبع)

سید آلِ رضا کے اس عظیم مرثیے کے ساتھ جدید فنِ مرثیہ نگاری پر ملک کے مشاہیر پروفیسروں اور نقادوں نے اظہارِ خیال کیا ہے۔ یہ کتاب اپنی طرز کی واحد کتاب ہے جسے یونیورسٹی کے طلبأ اور اربابِ فکر و نظر کے لیے تصنیف کیا گیا ہے یہ کتاب انجمن شعرائے اہل بیت پاکستان نے مرتب کی ہے۔ کرنافلی کاغذ، دیدہ زیب ٹائیٹل کے ساتھ دو سو صفحات کی یہ معرکہ آرا کتاب ماہ فروری کے آخری ہفتہ تک منصۂ شہود پر آ رہی ہے۔

(سیکریٹری انجمن)

مولانا غلام رسول کھچی

میزان

اسلامی آئیڈیالوجی و دست بریدن

مصنف :- جناب محمد اقبال غازی ایڈووکیٹ -

زبان :- انگریزی صفحات :- اکتالیس

قیمت :- ایک روپیہ پچاس پیسے

مطبع :- ربن پرنٹنگ پریس بل روڈ لاہور

محمد اقبال غازی صاحب نے منبعث، دلولہ انگیز اور بصیرت افروز کوشش، سعیٔ جمیل اور جدوجہد کا اقدام کیا ہے۔ اگرچہ نارسائی و خامی سے مبرا و منزہ نہیں ہے تاہم ایک محققانہ انداز ہے جس نے اسلامی غایت المرامی اور نصب العینی کو وضاحت اور صراحت سے متظاہر کیا ہے۔ مزید برآں مسلمانوں کے ایک اہم ضابطے اور مسئلے کو چھیڑا ہے۔

ہر فرد، ہر شخص اور ہر قوم کے مسائل، عقائد، ضوابط، قواعد اور نظریات میں تفاوت، تخالف اور تبائن ضرور ہوتا ہے مورخ یا مقالہ نگار تعصب کی جبلّی قوت اور من بسے خیال سے محفوظ و مصئون نہیں رہ سکتا لیکن مضمون نگار کی شان یہی ہے کہ صحت افکار اور منطقی نتائج کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے اپنے بیان، پیام اور کلام کو منظرِ عام پر لانے کے لیے سعیٔ بلیغ سے کام لے۔

نارسا عقلِ انسانی، مذہب اسلام کی ماہیت، ریاست کا اسلامی تصور، دولت اور اسکے وسائل کے بارے میں اسلامی برتاؤ و مروت کی توجیہہ و توضیح کا موازنہ و مقائسہ خوب کیا ہے لیکن تھوڑا سا اختلاف اور تصادم اسلامی ضابطہ "دست بریدن" میں ضرور ہے۔ چونکہ مسلمہ حقیقت ہے کہ مذہب اسلام دینِ فطرت پر ہے لہذا جتنے اسلامی قواعد و ضوابط ہوں گے وہ فطرتی اور قدرتی ہوں گے۔ اگر ہم قانونِ قدرت و فطرت سے متحارب و متصادم ہوں گے تو لامحالہ خسارے اور نقصان میں رہیں گے۔ مثلاً آگ کا کام جلانا ہے اگر ہم اس قانونِ فطرت کا احترام نہ کریں تو ہم نقصان اٹھائیں گے۔ اسی طرح چور کے ہاتھ کا قطع کرنا ہے۔ کیونکہ ایک جرم کے کرنے کے لیے آدمی ہر قسم اور ہر طرح جرائم کا مرتکب ہوتا ہے۔ چور ڈر کی وجہ سے مالک کو جان سے مار دینے سے گریز نہیں کرتا اور اس طرح معصوم اور بے گناہ لوگوں کو جان سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔ جیسے اخبارات، مجلات اور نشریات میں خبریں گرم رہتی ہیں تو حیرت کی بات ہے کہ چور کے تو ہاتھ نہ کاٹے جائیں لیکن معصوم اور نہتے لوگوں کا خون ناحق بہایا جائے۔

ادبی نقطۂ نگاہ سے عبارت منجھی ہوئی نہیں ہے۔ اس میں کافی سقم ہیں۔ الفاظ خیالات کے ادا کرنے میں قاصر نظر آتے ہیں۔ اکثر متروک الفاظ اور

ادق عبارات کا استعمال کیا گیا ہے۔ مثلاً (Lethal
Philosophics of gengcide) حکیم
نسل کشی لفظ (Sophism) بقول (Ernest
(Great Political مصنف Barker)
theory) آج کل ایسے موضوعات پر بڑے معانی میں
استعمال نہیں ہوتا اس کے علاوہ John Gunther
جان گنتھر لکھتے ہیں Its capital is a
city of culture, wealth and
Lethal مزید برآں لفظ Soplistication
کا استعمال بھی اس جگہ صحیح نہیں ہے۔

(1) The truth about LSD (By Warran R. Young).

The fact That LSD does not cause lethal poisoning itself made little difference to one student in LOS Angales.

(2) The case of missing H-bomb (By John Hubbel) to be sure, There had been no splitting of atoms, hence no release of nuclear energy, none of The lethal products which fall out of nuclear blast.

(3) Tumming point in Vietnam (condensed from Time in Readers digest.

The north Vietnames had assembled around Haiphong and Hanoi one of the worlds most lethal concentration of anti-air craft guns and missiles.

(4) The world began hearing dark hails That Palomares and Villaricas were awash in a sea of "lethal" alphara-diation, There was speculation That contaminated fields might have been ruined for years to come.

(By John. G. Hubbel)

"بلاتبصرہ" بقیہ ص ۲۸

حضرت فاطمہؓ نے کہا۔ "میں تمھیں اللہ کی قسم دلا کر پوچھتی ہوں کیا تم نے رسول اللہؐ کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا کہ جس نے میری بیٹی فاطمہؓ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی، جس نے میری بیٹی کو راضی کیا اس نے مجھے راضی کیا اور جس نے فاطمہؓ کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا؟" دونوں نے جواب دیا۔

"بیشک ہم نے رسول اللہؐ سے یہ حدیث سنی ہے"

حضرت فاطمہؓ نے کہا۔ "تو میں اللہ اور اسکے فرشتوں کو گواہ بناتی ہوں کہ تم نے مجھے ناراض کیا ہے اور مجھے راضی نہیں کیا۔ جب میں رسول اللہؐ سے ملونگی تو ان سے تمھاری شکایت کرونگی۔"

(الزہرا از عمر ابو النصر شائع شدہ میری لائبریری لاہور ص ۸۸ تا ص ۹۱)

مکتبۂ امامیہ کے چند جواہر پارے

مصنفہ آیۃ اللہ آقا شیخ محمد حسین آلِ کاشف الغطاء

دین و اسلام

ترجمہ علامہ حسین بخش صاحب قبلہ

یہ کتاب بیش بہا معلومات کا خزانہ اور قابلِ قدر علمی افکار کا ذخیرہ ہے۔ اثباتِ باری تعالیٰ اور توحید و عدل کے موضوعات اس میں زیرِ بحث ہیں۔ یہ کتاب تمام طالبانِ دین کے لیے بلا تفریقِ مذہب و ملت مفید ہے اور اسکا مطالعہ طالبِ حق کے لیے ضروری ہے

دینِ حق

مصنفہ آقا عبدالحسین شرف الدین الموسوی العاملی طاب ثراہ

ترجمہ مولانا محمد باقر صاحب نقوی مولوی فاضل صدر الافاضل

یہ خطوط کا مجموعہ "دینِ حق" لبنان کے ایک عظیم المرتبت عالم کی شہرۂ آفاق تصنیف "المراجعات" کا ترجمہ ہے۔ آقا عبدالحسین صاحب قبلہ فاضل عراق و عرب کے شیعہ علماء میں جلیل القدر شخصیت کے بزرگ ہیں۔ آپ ایک علمی دورہ پر مصر تشریف لے گئے وہاں کے مشہور عالم اہل سنت شیخ سلیم البشری شیخ الجامعہ الازہر سے شیعہ سنی اختلافات پر باتیں ہوئیں اور بعد میں عرصہ تک خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہا۔ ہر دو مکتبِ فکر کے علماء نے جس متانت اور سنجیدگی سے ایک دوسرے کے جوابات پیش کیے ہیں۔ جو محققین کے لیے بیش بہا خزانہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اہلِ علم کے لیے بے نظیر تحفہ ہے۔

سفید کاغذ۔ بڑا سائز۔

مجلد قیمت ساڑھے چار روپے

ترغیب الصلوٰۃ

مولانا سید ولی حیدر صاحب امروہوی کا رسالہ "نماز" امامیہ مشن نے ترغیب الصلوٰۃ کے نام سے شائع کیا ہے جس میں نماز کے تمام مسائل بڑی تفصیل سے پیش کیے گئے ہیں۔ کتاب پر مولانا سید قائم علی صاحب قائمی نے نظرِ ثانی فرمائی ہے جس سے اس کی قدر و قیمت میں مزید اضافہ ہوگیا ہے۔ قیمت ۵۰ پیسے

رہنمائے حجاج

حجۃ الاسلام اعلم دوراں جناب آیۃ اللہ سرکار آقائے سید محسن حکیم مدظلہ کے فتاویٰ کے مطابق مولانا سید منظور حسین صاحب نقوی نے یہ کتاب تالیف کی ہے۔ اور امامیہ مشن پاکستان نے اسے بڑے اہتمام سے پاکٹ سائز پر شائع کیا ہے۔ حج کے موضوع پر یہ کتاب اپنی نظیر آپ ہے جو حضرات نعمتِ حج سے متمتع ہونا چاہتے ہیں ان کے لیے یہ کتاب بحد مفید ہے۔ قیمت ۱.۵۰ روپیہ

اسوۂ حسینی

سرکار سید العلماء علامہ سید علی نقی النقوی صاحب قبلہ مجتہد العصر مدظلہ کی تصنیف جس میں اسوۂ حسینی کے ہمہ گیر پہلوؤں پر سیر حاصل تبصرہ فرمایا ہے۔ طرزِ تحریر دلکش اور نہایت دلچسپ پیشکش۔ ایسی کتابیں ان لوگوں کے زیرِ مطالعہ ہونی چاہئیں جنہیں واقعات کا بالکل علم نہ ہو۔ اور وہ صدیوں سے گمراہ کیے گئے ہوں۔ اسوۂ حسینی ایسے لوگوں کی چشمِ بصیرت کے لیے سرمہ کا کام دیگی۔ ضخامت ۱۴۴ صفحات

گردپوش سہ رنگا، مضبوط جلد۔ قیمت سوا دو روپے

رہنمایانِ اسلام

چہاردہ معصومین علیہم السلام کے مختصر حالاتِ زندگی خوبصورت گردپوش مضبوط جلد ضخامت ۲۴۲ صفحات مجلد قیمت دو روپے صرف

حمائل شریف مولانا فرمان علی ایران میں طبع شدہ ولائتی کاغذ بہترین طباعت اور مستحکم جلد - ہدیہ آٹھ روپے

خلافت و امامت مسئلہ خلافت و امامت پر اہل سنت اور شیعہ علماء کے خیالات کا مجموعہ
.. ۲صفحات پر مشتمل بہترین کتابت اور عمدہ طباعت
قیمت مجلد دس روپے

تاریخ حسن مجتبیٰؑ حضرت امام حسنؑ کی حیاتِ طیبہ و اقوالِ حکیمانہ، عبادات و خطبات
مجلد ۳۰۳ صفحات - قیمت آٹھ روپے

اعجاز التنزیل عیسائیت کا مکمل جواب - قرآن اور حدیث سے مستند حوالے - خوبصورت گرد پوش
قسم اول ۶/۳۰ روپے قسم دوم ۴/۵۰ روپے

الغفاری مصنفہ سید نجم الحسن صاحب کراروی - صحابیٔ رسولِ اکرم حضرت ابو ذر غفاری کی حیاتِ مقدس کا نادر مرقع - ۴۶۰ صفحات قیمت مجلد ۵/۵۰ روپے

فتح مبین ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی کی نادر پیشکش - محمدؐ و آلِ محمدؐ کی صحیح فتح - خوبصورت و رنگین ٹائیٹل
مضبوط جلد قیمت چار روپے

صحیفہ کاملہ حضرت امام زین العابدینؑ کی ادعیہ کا ترجمہ مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر
ضخامت ۴۵۳ صفحات - جلد مضبوط سنہری ڈائیدار
سائز $\frac{20\times30}{8}$ قیمت دس روپے

مُتعہ اور اسلام سرکار سید العلماء کی تصنیف - اس میں نکاح متعہ کے معنی علماءِ شیعہ کی نظر میں - فلسفۂ ازدواج، جواز و عدم جواز کا معیار قرآنی دلائل و حدیث سے ثبوت
۲۷۲ صفحات، گرد پوش، طباعت اعلیٰ قیمت تین روپے صرف

المرتضیٰ کلاں ۴۲۵ صفحات پر مشتمل سید علی جعفری ایم-اے کی گرانقدر تصنیف - باب اول میں حضرت علیؑ کی شخصیت خداوندِ عالم کی نظر میں، باب دوم میں حضرت امیرؑ کی شخصیت رسولِ عالمؐ کی نظر میں - باب سوم میں حضرت امیرؑ کی شخصیت خود اپنی زبانی اور باب چہارم میں حضرت امیرؑ کی شخصیت اصحاب و ازواجِ رسولؐ کی نظر میں قیمت صرف
تین روپے ۸۲ پیسے

فکرِ انیس عاشقانِ امام مظلوم کے لیے یہ کتاب ایک حسین تحفہ ہے - میر انیس کے مراثی کا ایک حسین انتخاب جس میں امام حسین کی مدینہ سے روانگی سے لیکر شہادت تک کے تمام واقعات شامل ہیں۔
ضخامت ۲۲۴ صفحات قیمت صرف تین روپے

الشہید ۲۲۶ صفحات پر مشتمل سید علی جعفری ایم-اے کی گرانقدر تصنیف - پہلے حصہ میں امام حسینؑ کی شخصیت خداوندِ عالم کی نظر میں - رسولِ اکرمؐ، آلِ رسولؐ، اصحاب و ازواجِ رسولؐ اور مخلوقاتِ عالم کی نظر میں۔ دوسرے حصے میں قاتلانِ امامِ مظلومؑ کی حقیقت اور ان کا انجام پیش کیا گیا ہے - قیمت صرف ۳ روپے ۶۲ پیسے

ہر قسم کی مذہبی کتب خریدنے کیلئے رابطہ قائم کرنیکا پتہ:-

مکتبہ امامیہ پاک نگر اکرم روڈ لاہور

شیخ محمد انور پبلشر نے اپنے اہتمام سے تعلیمی پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ "پیامِ عمل" پاک نگر اکرم روڈ لاہور سے شائع کیا۔

امامیہ کالج ساہیوال کے نئے پرنسپل
پروفیسر محمد صادق قریشی ایم۔اے ایم۔او۔ایل

سید طاہر حسین ہمدانی ممبری ۱۳ء
ضلع جہلم

www.khwajalateefansari.com
RekhtaDownload.com

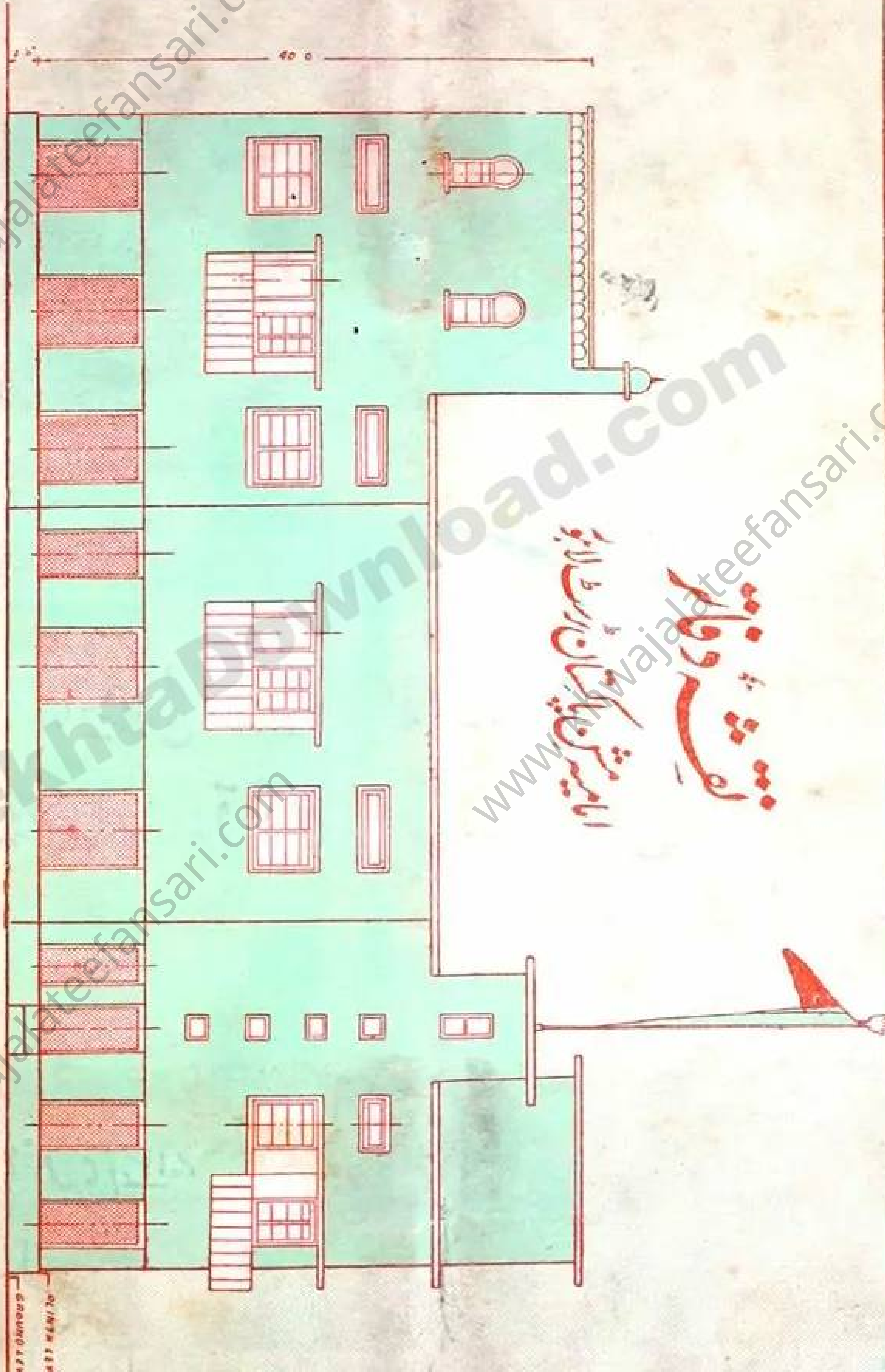
ELEVATION
40' 0"
PLINTH LEVEL
GROUND LEVEL